قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات یکم دسمبر 2022ء | 6/جمادی الاول 1444 ہجری قمری | یکم فتح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:263

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾

(التوبہ: 119)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

اگر صرف دنیاداروں کی مجالس ہیں تو یہ مجلسیں ایک مومن کو پسند نہیں ہونی چاہئیں۔ ایسی مجلس سے فوراً اٹھ کر آ جانا چاہئے۔ اگر اس طرف ہماری توجہ ہو تو ہمارے بڑے بھی اور ہمارے نوجوان بھی بہت سی برائیوں سے بچ جائیں۔ بہت سے فتنوں سے بچ جائیں۔ نوجوانوں کی بہت سی مجالس کی ایک دوسری طرز بھی ہے، قسم بھی ہے۔ نوجوان خاص طور پر اس میں involve ہوتے ہیں جو fun کے نام پر ہوتی ہیں۔ غل غپاڑے کے لئے ہوتی ہیں اور مغربی ماحول کے اثر کی وجہ سے ہمارے بعض نوجوانوں میں بھی یہ باتیں پیدا ہوگئی ہیں کہ ایسی مجلسوں میں شامل ہو جانا چاہئے۔ ایک مومن نوجوان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنی زندگیوں کو اس قسم کی مجلسوں سے بچا کے رکھیں اور کچھ حدود ہیں ان کے اندر رہیں۔ جماعت میں بھی بعض دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ بری صحبتوں اور خراب مجلس کے زیر اثر ہمارے نوجوان نوجوانی میں قدم رکھتے ہی بعض ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جو دوسروں کو نقصان پہنچانے والی ہوتی ہیں۔ ہمسایوں کو نقصان پہنچا دیا۔ یا راہ چلتے راہگیر کو نقصان پہنچا دیا، یا کسی جگہ گئے تو ویسے ہی شرارۃً کسی کو نقصان پہنچا دیا اور پھر اگر یہ پتا لگ جائے کہ یہ جماعت کا فرد ہے تو پھر ایسے لوگ جماعت کی بھی بدنامی کا باعث بن جاتے ہیں۔ پس ماں باپ کو بھی اپنے بچوں کی مجالس اور صحبتوں پر نظر رکھنی چاہئے تا کہ ہمارے نوجوان، نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچے بھی بری صحبتوں اور مجلسوں سے محفوظ رہیں اور خود بھی گھروں میں ایسی پاک مجلسیں لگانی چاہئیں جو ہمیشہ تربیتی نقطۂ نظر سے بہترین ہوں۔

(خطبہ جمعہ 22/ ستمبر 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- اسے محبت ہے روشنی سے (منظوم)
- مادی و روحانی نسلوں کے تحفظ کو یقینی بنانا
- دعاؤں کی چھاؤں میں
- حضرت چوہدری عبد السلام کا ٹھگڑھی مرحوم کا ذکر خیر
- آؤ! اُردو سیکھیں
- دعا ہر احمدی کا ہتھیار ہے
- کولیسٹرول کیا ہے اور اس کی وجوہات؟
- ریشہ دار (فائبر والی) غذاؤں کی افادیت اور ذرائع

فرمانِ رسولؐ

حضرت عبد اللہؓ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم کن لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھو جن کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے اور جن کی گفتگو سے تمہارا دینی علم بڑھے اور جن کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

(کنز العمال جلد 9 صفحہ 77 حدیث 25582 کتاب الصحبۃ قسم الافعال مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

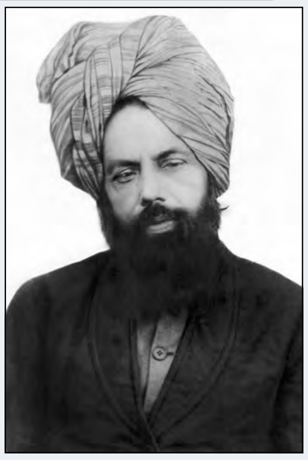

- اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبہ: 119) یعنی جو لوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔ اس سے پہلے فرمایا۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ یعنی ایمان والو! تقوی اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنّت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا مَیں زنا کرتا ہوں؟ اس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تُو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ مَیں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیئے گا۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 247 ایڈیشن 1984ء)

- صحبت میں بڑا شرف ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر صادقوں کی صحبت ایک روح صدق کی نفخ کر دیتی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبہ: 119) فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 315 ایڈیشن 1984ء)

- قرآن شریف میں آیا ہے۔ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰہَا (الشمس: 10) اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ تزکیہ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔ جھوٹ وغیرہ اخلاق رذیلہ دور کرنے چاہئیں اور جو راہ پر چل رہا ہے۔ اس سے راستہ پوچھنا چاہئے۔ اپنی غلطیوں کو ساتھ ساتھ درست کرنا چاہئے۔ جیسا کہ غلطیاں نکالنے کے بغیر املا درست نہیں ہوتا۔ ویسا ہی غلطیاں نکالنے کے بغیر اخلاق بھی درست نہیں ہوتے۔ آدمی ایسا جانور ہے کہ اس کا تزکیہ ساتھ ساتھ ہوتا رہے۔ تو سیدھی راہ پر چلتا ہے ورنہ بہک جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 463 ایڈیشن 1984ء)

- شریعت کی کتابیں حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں لیکن حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں مل سکتی جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے اسی لیے قرآن شریف فرماتا ہے: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور ارتقاء کے مدارج کامل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک صادق کی معیت اور صحبت نہ ہو کیونکہ اس کی صحبت میں رہ کر وہ اس کے انفاس طیبہ عقد ہمت اور توجہ سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 4 صفحہ 315 جدید ایڈیشن)

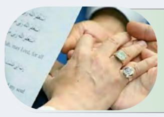

دربارِ خلافت

جلسہ سالانہ قادیان کی آمد سے قبل بعض نصائح کی یاددہانی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

قادیان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بستی ہونے کی وجہ سے اور تمام دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام اس بستی سے نکل کر پہنچنے کی وجہ سے جو حیثیت اور جو مقام حاصل ہے، وہ اس بستی کو جہاں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا مرکز بناتی ہے وہاں اس بستی میں منعقد ہونے والے جلسوں کو بھی بین الاقوامی جلسہ بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج وہاں بتیس تینتیس ملکوں کی نمائندگی ہو رہی ہے۔ پس قادیان کی بھی ایک اہمیت ہے اور وہاں منعقد ہونے والے جلسوں کی بھی ایک اہمیت ہے۔ اس بستی کے رہنے والے احمدیوں کی بھی ایک اہمیت ہے اور اس جلسہ میں شامل ہونے والے دنیا کے کونے کونے سے آنے والے احمدیوں کی بھی ایک اہمیت ہے۔ لیکن یہ اہمیت حقیقت میں اجاگر ہو گی، تب بامقصد ہو گی جب اس بستی میں رہنے والے اس اہمیت کا حق ادا کرنے والے بنیں گے۔ جب اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آنے والے اس جلسہ کے مقاصد کے حصول کے لئے یہ دن اور راتیں جو انہوں نے وہاں گزارنی ہیں، وہ ان کو اس مقصد کے حاصل کرنے میں صَرف کریں گے جو مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور زمانے کے امام نے ان جلسوں کا بتایا ہے، اُن لوگوں کا بتایا ہے جنہوں نے آپ سے عہدِ بیعت باندھا ہے۔

عموماً دنیا کے کسی بھی ملک میں ہونے والے جلسے کا ماحول شامل ہونے والوں پر ایک روحانی اثر ڈالتا ہے اور اس کا اظہار شامل ہونے والے کرتے رہتے ہیں لیکن قادیان کے جلسے کے ماحول میں روحانیت کا ایک اور رنگ محسوس ہوتا ہے۔ جنہوں نے وہاں جلسوں میں شمولیت اختیار کی ہے اُن کو اس بات کا علم ہے اور ہر مخلص کو یہ رنگ محسوس ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس بستی کی فضاؤں میں اور گلی کوچوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور مسیح موعود اور مہدی معہود کی یادوں کی خوشبو روحانیت کے ایک اور ہی ماحول میں لے جاتی ہے۔ پس اس ماحول میں ملی ہوئی نصیحت بھی ایک خاص رنگ رکھتی ہے، ایک خاص اثر رکھتی ہے اور ہر مخلص کے دل پر ایک خاص اثر کرنے والی ہونی چاہئے۔ اس لئے میں اس جلسے میں شامل ہونے والے تمام شاملین کو آج اس طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ جہاں جلسہ میں شامل ہو کر علمی اور تربیتی تقریروں سے فیضیاب ہوں، وہاں اُن مقاصد کو بھی اپنے سامنے رکھیں اور ہر وقت اس کی جگالی کرتے رہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کے انعقاد کے بیان فرمائے ہیں جو میرے خیال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی جلسہ کے افتتاح کرنے والے میرے نمائندے نے وہاں جلسہ کے افتتاح کے وقت پیش کئے ہوں گے۔ میرے خیال میں، مَیں نے اس لئے کہا ہے کہ مجھے اس افتتاحی تقریب کا علم نہیں ہے کہ کیا تقریر ہوئی ہے؟ لیکن عموماً جلسے کے مقاصد کو سامنے رکھ کر ہی افتتاحی تقریر کا مضمون بیان ہوتا ہے۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات کو سامنے رکھتے ہوئے جلسے میں شامل ہونے والے ہر شخص کو یہ دن گزارنے چاہئیں۔ اس جلسہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا کئی ممالک کی نمائندگی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مقصد یہ بھی بتایا تھا کہ افرادِ جماعت کا ایک دوسرے سے جلسہ کے دنوں میں تعارف بڑھے اور اخوت اور پیار اور محبت کے تعلقات قائم ہوں۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 281 اشتہار نمبر 91)

پس آج تعارف اور اخوت کے معیاروں میں ایسی وسعت پیدا ہو گئی ہے جو بے مثال ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ قادیان کا رہنے والا ایک عام کارکن امریکہ کے رہنے والوں اور روس کے رہنے والوں سے ملتا ہے۔ یا عرب کا رہنے والا یورپ کے رہنے والوں سے ملتا ہے یا سب جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو وہ روح نظر آتی ہے جو مومنین کے اخوت کے وصف کو نمایاں کرتی ہے اور یہ روح اس وصف کو نمایاں کرنے والی ہونی چاہئے۔ اگر کسی کے دل میں نخوت ہے تو وہ اپنے بھائیوں سے اس اخوّت کے جذبے کے تحت نہیں ملتا۔ یا ایک شہر کا رہنے والا امیر اپنے غریب بھائی کو چاہے وہ اُسے جانتا ہے یا نہیں یا اُس کے تعلقات اچھے ہیں یا کمزور یا رنجشیں ہیں یا شکایتیں، جب تک سب کدورتیں مٹا کر، سب بڑائی اور امیری اور غریبی کے فرق مٹا کر اخوت اور بھائی چارے کے نمونے نہیں دکھاتے تو پھر جلسے کی تقریریں ایسے شامل ہونے والوں کو کوئی فائدہ نہیں دیں گی، نہ ہی وہاں کا ماحول اُن کو کوئی فائدہ دے سکے گا۔ جلسے پر آنا بھی بے فائدہ ہو گا۔ قادیان کا روحانی ماحول بھی ایسے شخص کے دل کی سختی کی وجہ سے اُس کے لئے روحانیت سے خالی ہو گا۔

(خطبہ جمعہ 27/ دسمبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اسے محبت ہے روشنی سے

کلید شہروں کی پا رہا ہے
وہ اور بھی جھکتا جا رہا ہے

وہ بانجھ کھیتوں میں امن بو کر
کمال فصلیں اُگا رہا ہے

اسے محبت ہے روشنی سے
دیا ہوا سے بچا رہا ہے

پیام دے کر محبتوں کا
سکوں کی جانب بلا رہا ہے

کلی کلی مسکرا رہی ہے
بہار بن کر وہ چھا رہا ہے

عطا ہوئی ہے خدا کی نصرت
سے کا پنچھی یہ گا رہا ہے

ہوائیں رحمت کی چل رہی ہیں
چمن، چمن لہلہا رہا ہے

وہ دینِ اسلام کے عدو کو
نشانِ عبرت بنا رہا ہے

نشان تک بھی نہیں ہے باقی
یہ شہر زائن بتا رہا ہے

نہیں ہے آسان منزلِ عشق
یہ راستہ ہی بتا رہا ہے

طاہرہ زرتشت ناز۔ ناروے حال امریکہ

اداریہ

مادی و روحانی نسلوں کے تحفظ کو یقینی بنانا

ہم نے بار ہا مشاہدہ کیا ہے کہ انسان نے جب کبھی خدائے عزّ و جل کے نظام میں دخل اندازی کر کے اسے تبدیل کرنے کی کوشش کی تو تباہی و بربادی اور نقصان ہی دیکھنے کو ملا جیسے کچھ عرصہ قبل چین کی حکومت نے اپنے ملک سے چڑیوں کی نسل کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا تو اگلے کئی سالوں تک فصلیں اور پھول پھل توقع سے بہت کم ہوئے کیونکہ چرند پرند کئی اعتبار سے انسانوں کی زندگیوں کے لئے سود مند ثابت ہوتے ہیں۔

یہ پرندے چونچ کے ذریعہ Polariazation کرتے ہیں۔ پودوں کے پھولوں کے بور کو مادہ پودوں پر لے کر جاتے ہیں اور فصل (Crop) کے بڑھانے کا موجب ہوتے ہیں۔ نیز ایک جگہ کے بیج اپنی بیٹ کے ذریعہ دوسری جگہ لے جاتے ہیں اور یوں پھلوں، پھولوں اور فصلوں کی بڑھوتری کا موجب ہوتے ہیں۔ اگر ان چرند پرند کی نسل کو ختم کرنے کا موجب بنیں گے تو اشرف المخلوقات یعنی انسانوں کی غذا میں کمی واقع ہو گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا

(آل عمران: 132)

کہ اے ہمارے رب! تو نے اس دنیا میں کوئی چیز بے مقصد پیدا نہیں کی۔

حتّٰی کہ مالٹے اور کینو کے چھلکے اور جوس کی پھانکوں سے ملی سفیدی مائل تہہ جس کو ہم عموماً خصوصی طور پر کوشش کر کے اتار پھینکتے ہیں وہ بھی بے مقصد نہیں۔ آج کل ڈاکٹرز اسے بھی جسم کے لئے مفید جانتے ہیں۔ اس مضمون پر اللہ کی دی ہوئی توفیق سے الگ سے آرٹیکل لکھنے کی کوشش کروں گا۔

اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے جانوروں، چرند پرند اور کیڑے مکوڑوں کی نسلوں کی طرف آتا ہوں کہ ان کو پڑھنے والوں اور ان پر تحقیق کرنے والوں نے ان کی موجودگی کو انسانی بقاء کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ اس لئے جن جانوروں، چرند پرند یا کیڑے مکوڑوں کی نسل کے خاتمے کا خدشہ پیدا ہونے لگتا ہے تو وہ خطرناک حد تک کم ہونے والی نسل کو بچانے کی اسکیمیں بنانا شروع کر دیتے ہیں اور مختلف جتن آزمائے جاتے ہیں تا ڈائنوسار کی طرح کسی اور جانور کی نسل دنیا سے ختم ہی نہ ہو جائے۔ جیسے آج کل دنیا بھر کے مختلف حصوں میں مختلف قسم کے جانور، چرند پرند کی بقا کی جنگ لڑی جا رہی ہے۔ جن میں تتلیوں، شہد کی مکھیوں، پانڈا، مارخور، ہرن، تلور، بعض جگہوں پر ہاتھی، مور، چیتے اور سانپوں کی نسلیں مخدوش حد تک کم ہو رہی ہیں۔ جن کی باقی ماندہ نسل کو بچانے کے لئے ماحولیات و دیگر مختلف ایجنسیز سرگرم عمل نظر آتی ہیں اور ان نسلوں کو بچانے کے لئے سر توڑ کوشش کرتی دکھلائی دیتی ہیں۔

اسلام نے تو جانوروں کی نسل افزائش کے لئے کچھ اصول وضع کر دیے ہیں۔ جیسے حاملہ اور Breeding کرنے والے جانوروں کو ذبح کرنے کی ممانعت کی ہے۔ جبکہ حیوانات و نباتات اور ماحولیات والے مل جل کر کچھ ایسے فیچرز متعارف کرواتے ہیں جن سے نسلیں بچائی جا سکیں۔ ان جانوروں اور چرند پرند کی بقا کے لئے ساز گار ماحول، آب و ہوا اور خوراک مہیا کرتے ہیں۔ کیڑے مار ادویات (Pestside) کے استعمال کی حوصلہ شکنی اور Organic طریقوں کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے تا کیڑے مار ادویات سے شہد کی مکھیاں اور تتلیاں وغیرہ ہلاک نہ ہو جائیں۔ اول تو ایسی نسل کے شکار پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔ مقامی لوگوں کو ان کے تحفظ کا کہا جاتا ہے۔ ٹرافی ہنٹنگ (Trophy Hunting) کا طریق متعارف کروایا جاتا ہے۔ مچھلی کے شکار کو ہی دیکھیں جب وہ Breed کر رہی ہوں، انڈے دے رہی ہوں تو ان کے شکار پر پابندی لگ جاتی ہے۔ پاکستان میں مشہور ہے کہ جن مہینوں کے ناموں میں ’’راء‘‘ نہ آئے ان مہینوں میں مچھلی نہ کھائی جائے۔ یہ وہ مہینے ہیں جب مچھلی اپنی نسل کی بڑھوتری کے لئے انڈے دے رہی ہوتی ہے۔ الغرض ختم ہوتے جانوروں، چرند پرند کی کم ہوتی نسل کی بقا اور ان کے تحفظ کے لئے حکومتیں، یو این اے کے تحت ماحولیات کی ایجنسیاں بھر پور کام کرتی ہیں۔

اگر اسی نظام کو روحانی دنیا میں دیکھیں تو انسانوں کی نسل روحانی اور اخلاقی لحاظ سے تباہی کے دھانے پر آ کھڑی ہوئی ہے۔ نفسا نفسی کا عالم ہے۔ موتا موتی جاری ہے۔ قومیں بحیثیت قومیں ایک دوسرے کو بلا جواز ختم کرنے اور نیچا دکھانے کی مہم میں جُتی ہوئی ہیں۔ انفرادی طور پر دنیا بھر کا جائزہ لیا جائے تو دنیا بھر کے ہر خطہ میں آپا دھاپی کا ماحول ہے۔ بالخصوص ایسے علاقے اور ملکوں میں جن کے باسی حضرت محمدؐ کے نام لیوا ہیں انسانیت سوز حد تک اخلاقیات کی گراوٹ کی انتہا گہرائیوں میں جا چکے ہیں۔ وہ اسلام جو جانوروں جیسے اخلاق رکھنے والی قوم کو انسان کیا خدا نما انسان بنانے آیا تھا، آج وہ جانوروں سے بھی بدتر بلکہ بدترین ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ آج جانوروں کے مختلف ٹی وی چینلز اور Tic Tok نیز سوشل میڈیا پر مختلف جانوروں کی آپس میں کھیلتے ہوئے کی فوٹوز دکھلاتے ہیں۔ ابھی چند دن قبل ایک فوٹو یہ وائرل ہوئی کہ ایک بلی چھپتی چھپاتی شکار کرنے کے اپنے خاص انداز میں کبوتر کے شکار کو نکلی مگر کبوتر کے پاس جا کر اس کے چہرے کو چوم لیا۔ اسی طرح ایک شیر نے پانی میں ڈوبتے ہوئے ایک چوہے کو بچا کر خشکی پر چھوڑ دیا۔ وغیرہ وغیرہ

مگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی جان کا ویری (بیری) بنا بیٹھا ہے۔ انسانیت کی حِس نام تک کو باقی نہیں رہی۔ ابھی چند دن کی بات ہے پاکستان کے ایک شہر میں شادی ہال کے باہر باراتیوں نے معمولی جھگڑے پر پاپڑ بیچنے والے کو قتل کر دیا۔ اُدھر کھانا کھل گیا۔ اس کی نعش کے سرہانے اس کی موجودگی میں تمام باراتیوں نے کھانا کھایا اور کسی کو شرم تک نہ آئی کہ اس کو کسی چادر سے ہی ڈھانپ دیں۔ گندگی کے ڈھیروں پر بچوں سے ریپ کے بعد نعشیں پڑی ہونا تو روز کا معمول بن گیا ہے۔ ایسے انسانیت سوز واقعات آئے روز سننے کو ملتے ہیں کہ انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ختم نبوت کے تحفظ کا نعرہ بلند کرنے والی قوم مُردوں کو توہین رسالت کے نام پر سڑکوں پر گھسیٹ لاتی ہے۔ ان کی بے حرمتی کرتی نظر آتی ہے جیسے ایک سری لنکن شہری کے ساتھ نبی پاکؐ کے نام پر لوگوں نے کیا۔ وہ رسولؐ جو ایک یہودی کے جنازہ پر یہ کہتے ہوئے تعظیماً کھڑے ہو گئے تھے کہ آخر تو انسان تھا۔ آج اس عظیم نجات دہندہ نبیؐ کے نام لیوا اپنے مخالفین کی قبروں کو اکھیڑ کر مردوں کو باہر لا کر رکھنے میں اپنی تسکین پاتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کے خون کا پیاسا نظر آتا ہے۔ الغرض اس بے حس قوم کی وجہ سے اخلاقیات پر موت طاری ہے اور بعض مقامات پر اس کا جنازہ بھی نکل چکا ہے۔

ان حالات میں جب اخلاق اور نیکیاں ناپید ہوتی نظر آ رہی ہیں تو کیا اعلیٰ اخلاق کو بچانے کے لئے دنیا بھر کی مذہبی و فلاحی و دیگر تنظیمیں اپنا اپنا کردار ادا کرتی دکھائی دیتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ان روحانی، اخلاقی قدروں کو بچانے کے لئے کسی مہم کی ضرورت محسوس نہیں کرتیں۔ جبکہ ان اخلاقیات کو اعلیٰ و ارفع بنیادوں پر محفوظ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اسی لئے اس آخری دَور میں ان مردہ جسموں میں زندگی کی روح پھونکنے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جس کے متعلق یہ پیشگوئی تھی کہ ثریا سے گمشدہ ایمان کو دوبارہ مومنوں کے دلوں میں قائم کرے گا۔ جس کے متعلق کہا گیا کہ وہ نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کے لئے آیا ہے۔ جس نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور دعاؤں کے ساتھ اس اہم مشکل کام کا آغاز کیا اور ایک صدی سے چند سال اوپر میں وہ ایسے کارہائے نمایاں سر انجام دے گیا کہ اس کے ماننے والوں نے صحابۂ رسولؐ سے مماثلت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں، حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار و محبت میں، اللہ کی کتاب قرآن کریم سے عشق میں، انسانیت کے ساتھ دو انس رکھنے والی محبت میں۔ الغرض ہر میدان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جیسے ہو گئے۔ انہی فدائیوں کی قربانیوں کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا

؎ مبارک وہ جو اب ایمان لایا صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی

آج اس جماعت کی باگ ڈور، سالار احمدیت حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے کمال حسن انتظامی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اس پیاری جماعت کو لے کر بڑی تیزی سے آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں، کہ دشمن اپنے ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں اور یہ مادی لحاظ سے دنیا کی تمام کثافتوں اور روحانی لحاظ سے تمام بیماریوں، کمزوریوں سے مبرا ہو کر تمام جماعت کو آگے سے آگے لے جا رہے ہیں کہ غیر بھی کسی احمدی کے متعلق علی الاعلان یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ’’ہے قادیانی مگر ہم سے بہتر ہے۔‘‘ یا سننے کو ملتا ہے کہ ’’اگر قادیانی نہ ہوتا تو بندہ بہت کام کا تھا۔‘‘ میں بار ہا ایک واقعہ اپنے کالم میں لکھتا آیا ہوں کہ لاہور میں ایک معروف مذہبی جماعت کے سیکرٹری جنرل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مجھے ملنے دار الذکر تشریف لائے اور گفتگو کے دوران یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ سرکاری دفاتر میں رشوت نہ لینے والا احمدی، جھوٹ نہ بولنے والا احمدی، نمازوں کو وقت پر ادا کرنے والا احمدی ہی ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں اتروں گا کیونکہ خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے۔‘‘

پس جس طرح دنیوی طور پر نسلوں کو Preserve کرنے کے لئے انتظامات کئے جاتے ہیں اسی طرح روحانی ماحول میں اخلاقیات کو مزید چمکدار کر کے انسانوں میں راسخ کرنے کے لئے جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس روحانی نظام کو جماعت میں قائم و دائم رکھے اور ہم سب کو اس عظیم منصب کی حفاظت کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے اور احکامات و ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

(ابوسعید)

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

دعاؤں کی چھاؤں میں

قسط اول

جلسہ سالانہ یوکے 1997ء کے دوسرے دن خواتین سے خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ کی کچھ خواتین کی خدمات کا ذکر فرمایا۔ تمہید میں اسلام کے دور اول کی خواتین کی قربانیوں کا ذکر فرما کے روح کو گرما دیا پھر کئی شہروں کی خدمت گزاروں کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

’’اب میں کراچی کی بات کرتا ہوں کراچی خدا کے فضل سے غیرمعمولی خراج تحسین کی مستحق ہے آپا سلیمہ ان کی صدر ہیں اور بہت نیک دل، دل موہ لینے والی صدر ہیں اور انتظام کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے ان کو غیرمعمولی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ ان کی جو مددگار ہیں بچیاں ان میں ایک فوت ہو چکی ہیں حور جہاں بشریٰ۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے وہ بھی ان کی بہت مدد کیا کرتی تھیں۔ مگر اس وقت امۃ الباری ناصر اور مسز ناصر ملک یہ ان کے بازو ہیں اور اپنے اپنے دائرے میں غیرمعمولی خدمات سرانجام دے رہی ہیں ان بچیوں کو خصوصاً اشاعتِ کتب میں بہت مہارت حاصل ہے اور امۃ الباری ناصر کے تحت کثرت سے چھوٹے چھوٹے رسائل جو مختلف موضوعات پر اور بہت اچھے رسائل ہیں وہ شائع ہو چکے ہیں اور ہر سال نئے سے نئے شائع ہوتے رہتے ہیں۔‘‘

حور جہاں بشریٰ داؤد مرحومہ کا ذکر خیر ’’ایک تھی بشریٰ‘‘ مضمون میں کر چکی ہوں۔ اس قیمتی بیان میں جن دو بچیوں کو آپؒ نے صدر لجنہ کراچی کے بازو قرار دیا ہے ان میں ایک تو یہ خاکسار راقم الحروف ہے اور دوسرے مکرمہ برکت ناصر ملک ہیں۔ آج کی نشست میں اس دوسرے بازو کا تعارف کراؤں گی کہ ان کی کیا خدمات ہیں جو بازو کا خطاب ملا ہے۔

1988ء کی بات ہے ایک شام فون کی گھنٹی بجی ان دنوں فون گھر میں کسی ایک جگہ رکھا ہوتا تھا وہاں جا کے فون کھڑے کھڑے سنتے تا کہ مختصر بات ہو۔ بغیر تار والے فون نہیں ہوتے تھے۔ فون پر دوسری طرف جو محترمہ تھیں بڑی اپنائیت سے بولیں کہ :

’’آپ مجھے نہیں جانتیں مگر میں آپ کو جانتی ہوں فلاں سے آپ کا نمبر لیا ہے۔ ہم نومبر 1986ء میں کراچی آئے ہیں۔ اجنبیت دور کرنے کے لئے حضرت سیدہ چھوٹی آپا مریم صدیقہؒ سے ذکر کیا تو فرمایا احمدیہ ہال جائیں۔ حسبِ ارشاد وہاں گئی تو مکرمہ آپا امۃ الشافی سیال مکرمہ آپا امۃ الرفیق پاشا اور مکرمہ بشریٰ داؤد سے تعارف ہوا۔ ابھی آپ سے ملاقات کی خواہش ہے۔‘‘

انداز میں بے تکلفی اور اپنائیت دیکھ کر صوفے پر بیٹھ گئی اور اطمینان سے ان کی بات سنی۔ محترمہ نے خاکسار کے مضامین اور نظموں کا ذکر کیا۔ کچھ نظمیں زبانی یاد تھیں۔ آخر میں میں نے عادتاً دعا کی درخواست کی تو کہنے لگیں میرے ساتھ ایک سودا کر لیں۔ میں نے سوچا یہ دعا میں سودا کہاں سے آ گیا چند سیکنڈ کے بعد وہ خود ہی بولیں سودا یہ کریں کہ آپ میرے لئے دعا کریں گی اور میں آپ کے لئے دعا کروں گی۔ یہ سودا تو ہو گیا۔ مگر مجھے محسوس ہوا کہ یہ باذوق ہیں۔ ذرا مختلف خاتون ہیں۔ نام پوچھا تو اصرار پر بھی نہیں بتایا۔

مجھے سب مسز ناصر کہتے ہیں آپ بھی مسز ناصر ہی کہہ لیں۔ سو میں آج تک ان کو مسز ناصر ہی کہتی ہوں حالانکہ اب مجھے ان کا پیارا سا نام برکت بی بی معلوم ہے۔

یہ تھی مسز ناصر سے میری پہلی گفتگو اس کے بعد وہ احمدیہ ہال آنے لگیں۔ ہمارے شعبہ اشاعت کے تحت چھپنے والی کتابوں کے شروع کے دن تھے تین چھوٹی چھوٹی کتابیں شائع ہوئی تھیں۔ مسز ناصر شوریٰ پر ربوہ جا رہی تھیں انہیں یہ کتابیں تھما کر ربوہ میں فروخت کہ ذمہ داری دی۔ اس چھوٹے سے کام کو انہوں نے اس جذبے اور خلوص سے کیا کہ لگتا تھا وہ اسی کام کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ یہ وہ شروعات تھیں جس کے بعد کتابوں کی فروخت کی ساری ذمہ داری انہیں سونپ دی گئی اس کے بعد جو بھی کام ان کو دیا بے مثال تندہی سے کیا۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند آیا اور خلیفۂ وقت کی مبارک زبان سے تحسین نصیب ہوئی۔

اس سلطان نصیر کی خدمات کی تفصیل ساتھ ساتھ آتی جائے گی پہلے ذرا ان کے خاندانی حالات سے تعارف ہو جائے، جو بجائے خود ایک عجیب ایمان افروز داستان ہے۔

بابرکت دعاؤں کے سائے میں

برکت بی بی کی پیدائش

خدائے رحمان کے احسانات کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی خوش قسمتی پر رشک آتا ہے۔ ان کے دادا حضرت مرزا حسین دین صاحبؓ 1903ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے جہلم کے سفر میں سٹیشن پر آنے والے ہزاروں شائقین میں کھاریاں کے احباب کے ساتھ شامل تھے۔ رخ روشن پر نظر پڑتے ہی حق ظاہر ہو گیا اور بیعت کر لی جس کی ایک یادگار تصویر تاریخ احمدیت کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے والد صاحب مکرم مرزا محمد اسماعیل کا حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ سے عقیدت مندانہ تعلق تھا۔ للّٰہی محبت میں دوستی کا رنگ تھا جس کا فیض ان کے خاندان میں جاری و ساری نظر آتا ہے۔

والد صاحب نے دو شادیاں کی تھیں پہلی والدہ سے مکرم مرزا محمد ادریس مبلغ سلسلہ اور مکرمہ رحمت بی بی دو بچے ہوئے۔ دوسری شادی مکرمہ خورشید بیگم سے ہوئی جن کی عمر شادی کے وقت صرف تیرہ سال تھی پانچ سال تک اولاد نہیں ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا۔ اولاد عطا ہوئی جو دعا کی قبولیت کا ایک ایمان افروز نشان ہے۔

ایک دفعہ حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ کوئٹہ تشریف لائے۔ والد صاحب سے قریبی مراسم کی وجہ سے ان کے گھر میں ہی قیام تھا۔ صبح فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد پوچھا کہ گھر میں اتنی خاموشی کیسے ہے ان کے والد صاحب نے بتایا کہ شادی کو پانچ سال ہو گئے ہیں ابھی کوئی بچہ نہیں ہوا۔ آپؓ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے ایک ہاتھ سے ان کا ہاتھ پکڑا دوسرا ہاتھ ان کی بیگم کی نبض پر رکھا اور آنکھیں بند کر کے دعا شروع کی۔ دعا کے

بعد فرمایا ایک وعدہ کرو کہ جب تک زندہ رہو گے میرے لئے اور میری اولاد کے لئے دعا کرتے رہو گے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک اللہ تعالیٰ زندگی دے تمہاری اولاد کے لئے دعا کرتا ہوں گا اور جہاں تک اولاد کا تعلق ہے فکر نہ کرو اولاد بہت ہوگی۔

کچھ ہی عرصے بعد جب آپؓ کو پہلے بچے مرزا محمد الیاس کی پیدائش کی اطلاع دی گئی تو آپؓ بہت خوش ہوئے اور پنجابی میں مبارک باد کی ایک طویل دعائیہ نظم لکھ کر بھیجی۔ جو ان کے خاندان کا ایک اثاثہ ہے۔

نظم

لکھ لکھ حمد تے شکر اللہ دا جس نے فضل کمایا
روزیاں پچھوں عید کرائی جاں چن نظر ی آیا
مدت گزری وچ اُمیداں آخر اوہ دن آندا
جس دن ملی مراد دلاں دی بدلیا دَور غماں دا
اسمٰعیل پیارا بھائی بہت محبت والا
رکھے رب دل شاد انہاں نوں غم نہ پاون شالا اَج خط آیا
اُنہاں ولوں خوشیاں رب دکھائیاں
گزرے روزے عیداں آئیاں چن نے چاتیاں پائیاں
بخشیا رب کریم تھیں بیٹا یا او چن اَسمانی
وچ اُڈیکاں آن ملایا رب نے دل دا جانی
جِس ویلے رب آن ملایا دُور ہوئے غم سارے
بیڑی بھری اُمیداں والی لگّی آن کنارے
یا رب ایہہ فرزند پیارا ہووے عُمراں والا
ہر اک برکت دینی دنیوی بخشے حق تعالیٰ
خادم ہووے دین ترے دا اُچیاں بختاں والا
ہر دن برکت دون سوائی پاوے شان نرالا
پاک محمدؐ احمد اُتّے ہر دم جان نثارے
ہر طرفے پیا چمکاں مارے جیوں سورج چن تارے
دنیا وچ تبلیغاں کر کے گھتے شور ککارے
دور کرے گمراہیاں تائیں نال ہدایت تارے
ماپیاں دا اوہ نور اکھیں دا ٹھنڈک دل دی ہووے
خوشیاں نال ونجھائے غم نوں داغ دلاں دے تووے
دونوں جہاناں اندر بیٹا دیکھے نہ غم کوئی
خوشیاں اندر وقت گزارے رب رکھے دلجوئی
میری طرفوں باپ تے ماں نوں خوشیاں ہون ہزاراں
تے لکھ لکھ ہووے دوہاں مبارک پاون عیش بہاراں
کیتے دکھ مسافر رب نے خوشیاں ہوئیاں ودھائیاں
ایہ مبارک روز خوشی دے رحمت جھڑیاں لائیاں

یارب خوشی دکھائیں ہمیشہ دکھ نہ کدی دکھائیں
دونوں جہانیں رحمت برکت کریں قبول دعائیں
عرض سلام علیکم ہووے میاں بیوی تائیں
رکھے شاد دوہاں نوں مولا اندر سج سبائیں
عمراں والا ہووے بچہ نیا نصیباں والا
برکت فضلاں دا سر سایہ رہے ہمیشہ
عرض سلام ہووے سب یاراں جھیڑے یاد کریندے
سب دے اُتے فضل خدا دا جو دعائیں دیندے
عبداللہ حلوائی پیارا خوش اِلحاناں والا
جدوں قرآن تے نظم سناندا دل نوں کرے اُجالا
ڈاکٹر عبد الغفور بھی اکثر یاد دلے نوں رہندا
تے عبد الکریم جو ٹیلر ماسٹر دل اس ناں بھلیندا
نام جنہاں یاد نہ آئے دوست احمدی پیارے
سب تے فضل خدا دا ہووے سارے ہین پیارے
سب نوں عرض سلام علیکم مل کے ہر اک تائیں
تے بہت پیار بچے نوں دینا نالے بہت دعائیں
بس غلام رسول ایہا کافی اسمٰعیلے تائیں
پڑھ دا رہسی خط تیرے نوں اندر سج صباحیں

مکرم مرزا محمد اسمٰعیل

اولاد کے لئے دعا اور بشارت اس طرح پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس جوڑے کو آٹھ بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا۔

مرزا محمد الیاس۔عنایت بی بی۔مرزا محمد اکرام، برکت بی بی۔مرزا محمد عباس۔مرزا محمد افضل (مربی سلسلہ)۔صفیہ بیگم۔مرزا محمد انور۔مرزا محمد اکرم (وقفِ زندگی)۔مرزا محمد یونس اور مرزا محمد ارشد

برکت بی بی ان میں چوتھے نمبر پر ہیں جو 1947ء میں چنن میں پیدا ہوئیں۔ان کی پیدائش سے پہلے والدہ صاحبہ نے ایک خواب دیکھا جس میں ان کے خیال میں انذاری پہلو تھا۔خواب لکھ کر حضرت راجیکی صاحبؓ کو دعا کے لئے بھجا تو جواب بہت خوش کن خط ملا جو 26؍ فروری 1947ء کا تحریر کردہ ہے خط پر پتہ لکھا ہے از پشاور شہر کوچہ گلبہار شاہ۔ دارالتبلیغ احمدیہ مسجد۔

عزیزم مکرم مرزا صاحب سلمک اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آپ کا لفافہ موصول ہوا خاکسار تو پہلے ہی آپ سب کے لئے دعا کرتا رہتا ہے۔کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے جملہ مقاصد حسنہ میں کامیاب فرمائے آمین ثم آمین۔

نماز عصر کا خواب میں وضو کر کے پڑھنا سورہ والعصر ''ان الانسان لفی خسر الاالذین اٰمنوا کے روسے گو کافروں اور ایمان نہ لانے والوں کے لئے گھاٹا ہوتا ہے اور عذابوں میں مبتلا ہونا بھی ہے لیکن مومنوں کے لئے بشارت ہے اور ہر طرح کے گھاٹے اور عذابوں سے نجات اور حفاظت کی خوش خبری ہے اور آپ چونکہ خدا کے فضل سے احمدی ہیں اور ایمان لانے والوں میں سے ہیں آپ کے لئے اور آپ کی اہلیہ کے لئے بشارت اور خوشخبری ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو عذابوں سے محفوظ رکھے گا عصر سے مراد یہ آخری زمانہ کا دور ہے جس میں سب زمانوں کے وقت کے عذاب اور عالمگیر عذاب آرہے ہیں اور دنیا کے لئے باعث خسر ہو رہے ہیں لیکن احمدیوں کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے حفاظت ہو رہی ہے نماز عصر کی تعبیر بھی یہی ہے کہ جو کچھ سورت والعصر کے اندر ہے وہ درست ہے اور آپ کی اہلیہ کا خواب بھی منذر نہیں بلکہ مبشر ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ خدا کے فضل سے بچہ کے جننے کے وقت وہ تکلیف سے محفوظ رہے گی اور بچہ عمر والا پیدا ہوگا یا اس کی والدہ کو تکلیف سے بچایا جائے گا اور سورج کی روشنی یعنی دھوپ ہدایت کی روشنی کے اندر عمر اور وقت گزارنے کی طرف اشارہ ہے آپ فکر نہ کریں آپ پر اور آپ کی اہلیہ پر اپنا خاص فضل فرمائے گا آپ دونوں نماز کو حفاظت کے ساتھ ادا کیا کریں کیونکہ نماز ہر طرح کے خسران اور گھاٹوں سے بچانے والی چیز ہے اور دعاؤں کی طرف بہت توجہ رکھنی چاہئے دعا پر خاص طور سے زور دینا چاہئے اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور آپ سب کے لئے مشکل کشا رہے آمین ثم آمین۔ گھر میں میری طرف سے سلام اور دعا عرض کر دیں اور بچوں کو بھی دعا اور پیار۔

آپ کا مخلص اور خیر اندیش

غلام رسول راجیکی

اس خط کے ساتھ منظوم دعائیں بھی بھجیں لطف کی بات یہ ہے کہ اس وقت تک ہونے والے بچوں کے نام بھی اس نظم میں شامل ہیں۔

خداوندا تو اپنا فضل کردے
خداوندا تو اپنا فضل کردے
ہیں خالی ظرف تو فضلوں سے بھردے
ترے فضل وکرم کی ہے ہمیں آس
بجز اس آس کے کچھ بھی نہیں پاس
تو وہ قادر ہے جب قدرت دکھائے
تو ہر مایوس بھی رحمت کو پائے
ہے تو ہی عاجزوں کا اک سہارا
ترے بن کون ہے یارب ہمارا
تو اپنے فضل سے سب کھول دے در
تو اپنی شان رحمت کو عیاں کر
ہمارے عیب ڈھانپ اپنے کرم سے
رہائی بخش ہر رنج و الم سے
سزاؤں کے عوض رحمت عطا کر
گنہگاروں کو بخشش سے رہا کر
تو غمگینوں کا ہو دلدار مولا
تو ہے ستار اور غفار مولا

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ

ترا فضل و کرم جو یار ہووے
تو بیڑا عاجزوں کا پار ہووے
ہر اک ظلمت سے ہم کو دور رکھیو
ہمارا جان و دل پر نور رکھیو
محبت عشق کے ساغر پلادے
حیات عشق سے مردے جلا دے
تو ہم سب کا بڑا محبوب بن جا
ہماری جان کا مطلوب بن جا
تو اسمٰعیل مرزا پر کرم کر
تو اس کی اہلیہ کا دور غم کر
بنا ادریس اور یونس کو کامل
رہے رحمت ہمیشہ ان کے شامل
ہر اک برکت کی بارش سب پہ برسا
عطا ہو سب کو فیض دین و دنیا
ترے فضلوں کے ہم سب اک نشاں ہوں
ترے پیارے بھی ہم پر مہرباں ہوں
ہیں ہم سب ہی ترے محتاج یارب
تو محتاجوں کی رکھ لے لاج یا رب
مری یہ عرض ہے منظور کرلے
گنہ گاروں کو ہاں مغفور کرلے

آمین اللھم آمین

مسز برکت ناصر کے خزانے میں ایک مکتوب از پشاور شہر 6؍ جون 1948ء کا بھی موجود ہے جس کی تحریر قدرے دھندلی ہوگئی ہے اس میں آپ کے ابا جان کے پوچھے ہوئے چند سوالات کے مفصل جواب ہیں اور بہت سی دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام مشکلات کو دور فرمائے اور مالی وسعت اور برکات کے دروازے آپ پر کھولے۔ آمین ثم آمین۔

ان کے قیمتی خزانے میں 31؍ مئی 1965ء کو وصول ہونے والا ایک منظوم مکتوب بھی ہے۔تحریر فرمایا:

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ خط مل گیا یاد فرمائی کا شکریہ۔

بہت بہت شکریہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بلا اور ابتلا سے محفوظ رکھے آمین۔ تا قیامت آپ کے اور آپ کے اہل و عیال اور اولاد اور نسلوں کے شامل حال رہے۔ آمین ثم آمین ثم آمین۔ ؎

مرے پیارے نہایت ہی پیارے
خدا خود کام سب تیرے سنوارے
ہر اک نعمت ملے تجھ کو خدا سے
نہ کچھ حاجت رہے تا ماسوا سے
خدا کافی رہے ہر حال تیرا
رہے خورم سدا ہر بال تیرا
خدا قرضوں سے فارغ حال رکھے
ہمیشہ مال سے پُر مال رکھے
تری اولاد کو دل شاد رکھے
جہاں رکھے انہیں آباد رکھے
ہمیشہ قرض سے ان کو بچائے
ہمیشہ مال و دولت سے بڑہائے
رہے دن رات ان کا عید وانگوں
زبان و دل رہے تحمید وانگوں
رہیں دل شاد سب ہی دو جہاں میں
ملے برکت انہیں کون ومکاں میں
خدا ان کو سدا خوشنود رکھے
مصیبت کو سدا نابود رکھے
میاں قدسی دعا کر ہاں دعا کر
ہاں اپنے رب کی ہردم ثنا کر
دعائیں جو لکھی ہیں سب عطا ہوں
بہ فیضِ حضرت رب الورا ہوں
جماعت احمدی کے حق میں مقبول
خدا کے نام پر مسئول وسا ہول

خاکسار

غلام رسول راجیکی از ربوہ دار الہجرت

آپ کا ایک مبارک مکتوب بڑے بیٹے کے رشتے کی خوشی میں لکھا ہوا بھی محفوظ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً و مسلماً

از ربوہ دار الہجرت

53 -3.11.32

عزیزم مکرم مرزا صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ و نصرکم آمین ثم آمین

ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خیریت مطلوب۔ آں مکرم کا خط ملا۔ خط کے پڑھنے سے عزیز محمد ادریس سلمہ اللہ تعالیٰ کے رشتہ کے متعلق اطلاع سے بہت ہی مسرت محسوس ہوئی۔ سچ ہے کہ ؎

کارساز ما بہ فکر کار ما
فکر ما در کار ما آزار ما

اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کے کام خود ہی اپنی غیبی نصرتوں اور برکتوں سے انجام دے دیتا ہے۔ آپ جیسے مخلص بندوں کے کام خود اپنی ہی غیبی نصرتوں اور برکتوں سے انجام دے دیتا ہے۔ آپ جیسے مخلص سے بھی وہ ایسا ہی بابرکت اور پر نصرت سلوک فرما رہا ہے۔

مکرم ڈاکٹر بدر الدین صاحب بہت بڑے مخلص احمدی اور مخلص باپ کے بیٹے ہیں اور دنیوی عزت و برکت اور دینی اخلاص و خدمت و ایثار میں بھی ایک خاص مقام فوقیت رکھتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محض مہربانی اور اس کا فضل ہے کہ ان کے ہاں عزیز محمد ادریس کا رشتہ قرار پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث راحت ومسرت و برکت بنائے۔ آمین ثم آمین آپ سب کو اس رشتہ کی مبارک باد ہو بہت اچھا رشتہ خدا تعالیٰ نے نصیب فرمایا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

دعاؤں کی چھاؤں میں پلی ہوئی برکت ناصر خاکسار کی ہم سفر رہی ہیں۔ جب میں نے ان سے ذکر کیا کہ آپ کے بارے میں کچھ لکھنا چاہتی ہوں۔ تو ان کا عجز اور تشکر میں گندھا ہوا جواب ملا:

’’مجھے اعتکاف میں بیٹھے ہوئے آپ کا پیغام ملا۔ دعا کی توفیق ملی۔ آپ نے سوچ کی جن راہوں پر ڈال دیا ہے وہ مجھے ماضی کی خوشگوار وادیوں میں لے گئی ہے۔ میں نے زندگی میں جو بھی پایا ان دعاؤں کی بدولت پایا جو حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ اور میرے باپ اور ماں نے کیں۔ یہ دولت خدائے رحمان پیدائش سے پہلے ہی سے عنایت فرما رہا ہے جڑوں اور بنیادوں میں شامل ہے۔ پھر آپ کے ساتھ شامل ہو کر اشاعت کے ساتھ ساتھ پیارے آقا رحمہ اللہ نے جو دعاؤں اور محبتوں سے نوازا نسلوں کے نصیب بھی سنور گئے۔ ہم دونوں اس کے گواہ ہیں۔ زندگی کی آخری سانس تک بھی شکر ادا کرتے رہیں تو شکر کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شفقت ہر قدم پر رہنمائی میسر تھی ہم ہر بات پر دعا کے لئے خط لکھ دیتے ہر کام دعا سے شروع کرتے کوئی مشکل آجاتی تو انہیں لکھ کر تسلی ہوجاتی پھر مکرمہ آپا سلیمہ میر صاحبہ اور مکرمہ امۃ الحفیظ بھٹی کے ذکر کے بغیر ایسی شفیق قیادت تھی کہ کام کرنے کا لطف آتا تھا حوصلہ بڑھتا نئی نئی راہیں نکلتیں پیاری بشریٰ داؤد بھی میری محسنہ تھی‘‘۔

ان کی یہ بات بالکل درست ہے کہ ہم دونوں رب کی رحمتوں کے لطف میں شریک رہی ہیں اور مل کر حمد و ثنا کے گیت گائے ہیں۔

دعاؤں کی چھاؤں میں خدمت دین کی توفیق

برکت بی بی صاحبہ کی پیدائش چمن بلوچستان میں ہوئی۔ چمن صرف نام کا چمن ہے اس میں باغ ہونا تو درکنار کوئی سبزہ بھی نہیں ہے پہاڑی علاقہ ہے جو افغانستان کی سرحد کے بہت قریب ہے۔ بچپن کی یادوں میں افغانستان سے آنے والے خوش ذائقہ پھلوں کی لذت محفوظ ہے۔ جو اس علاقے کی میٹھی یادوں میں شامل ہے۔ تعلیم چمن کے ایک سکول میں ہوئی۔ اس علاقے میں پڑھائی کا اتنا رواج نہیں تھا کلاس میں پانچ چھ لڑکیاں ہوتی تھیں۔ فرسٹ سیکنڈ آنا کوئی مشکل نہیں تھا۔ نویں جماعت میں تھیں کہ شادی ہوگئی اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی شادی دسمبر 1964ء جلسہ سالانہ ربوہ کے دوسرے دن خالہ زاد مکرم ملک ناصر احمد سے ہوئی۔ سسرال جیکب آباد میں تھا۔ یہ شہر پاکستان کے گرم ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں 22سال قیام رہا۔ نومبر 1986ء میں کراچی منتقل ہوگئیں۔ خلافت سے عاشقانہ تعلق تھا جماعت سے وابستگی گھٹی میں شامل تھی۔ حضرت سیّدہ چھوٹی آپا رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام صدر لجنہ مرکزیہ کے حوالہ سے سن کر اس بزرگ ہستی کو دعا کے لیے خط لکھنے شروع کیے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی خطوط کا جواب دعائیں اور نصائح لیے ہوئے ملتا۔ جب جلسہ سالانہ پر جانا ہوتا تو اسٹیج پر رونق افروز چھوٹی آپا کو دیکھ کر خوش ہوتیں اور جب وہ ان کی طرف دیکھ کر کہہ دیتیں کہ ’’آپ بھی جیکب آباد سے آئی ہوئی ہیں‘‘ تو خوشی سے سرشار ہوجاتیں۔ خاندان مسیحِ پاک کا خاصہ ہے ایک تو پہچان رکھنا اور دوسرے پیار سے ملنا۔ مسز ناصر نے اس اپنائیت کے اظہار سے خوب لطف اٹھایا۔

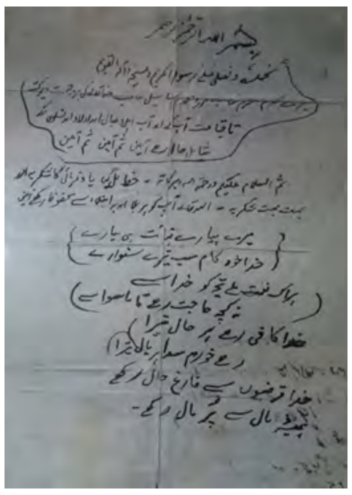

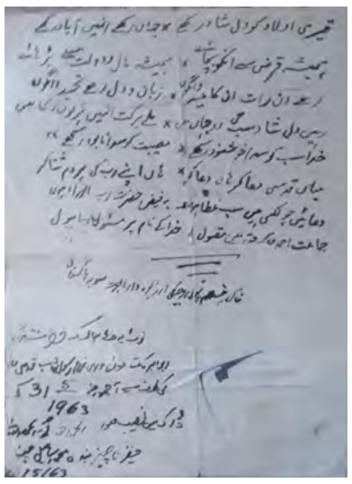

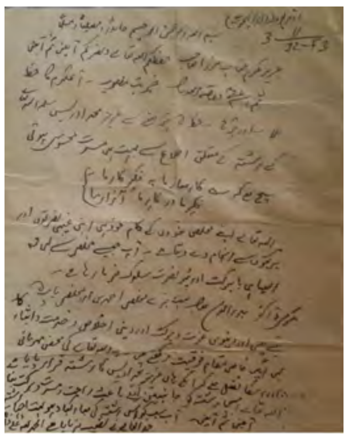

کراچی شہرانسانوں کا سمندر ہے۔ جہاں کاروبارِ زندگی صبح 11سے رات بارہ بجے تک چلتا ہے۔ ماحول تو پُرشور تھا مگر جب تک جماعت والوں سے تعارف نہ ہوا اکیلا پن محسوس ہوا اپنی کیفیت حضرت سیّدہ چھوٹی آپا کی خدمت میں لکھ دی۔ جلدی ہی جواب ملا۔ احمدیہ ہال چلی جاؤ۔ وہاں سے تمہیں اپنے حلقہ و قیادت کا پتہ چلے گا۔ یہ مشورہ بہت کام آیا۔ آپ زندگی کے ہر موڑ پر ایک مشعل راہ تھیں۔ احمدیہ ہال جانے سے اپنے حلقہ کی لجنہ، اپنی قیادت اور پھر ضلع سے رابطہ ہوا اور وقت کے ساتھ یہ روابط بڑھتے چلے گئے۔ احمدیہ ہال میں صدر لجنہ کراچی مکرمہ سلیمہ میراور عاملہ کی ممبرات سے ملاقات ہوئی اس زمانے میں صدسالہ جشن تشکر کے سلسلے کی سرگرمیوں کا آغاز ہوچکا تھا۔ دفتر لجنہ میں بہت سے منصوبوں پر تیزی سے کام ہو رہا تھا سب ممبرات مصروف عمل تھیں۔ آپ بھی اس قافلہ میں شامل ہوگئیں۔ ربوہ اجتماع کے سلسلے میں ایک وفد روانہ ہو رہا تھا آپ کو وہاں لجنہ کی کتب کے تعارف کرانے کا کام سونپا۔ یہ کام اتنی عمدگی سے جان ڈال کر کیا کہ خوش کردیا۔ خاکسار نے ان کی خدمات اپنے شعبہ اشاعت کے لئے مانگ لیں۔

خدمات بحیثیت معاونہ سیکرٹری

شعبہ تصنیف و اشاعت

لجنہ کراچی نے صدسالہ جشن تشکر کی خوشی میں کم از کم سَو کتب شائع کرنے کا منصوبہ بنا کر یہ کام اس خاکسار کو سونپ دیا تھا۔ کتابیں پڑھنے کا بہت تجربہ تھا لیکن لکھنے اور چھپوانے کا بالکل نہیں تھا۔ پریس کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی۔ مگر مولا کریم نے دستگیری فرمائی۔ اس کام میں اتنی برکت رکھی کہ لگتا تھا فرشتوں کا لشکر ہم رکاب ہے۔ ایسے ایسے بابرکت راستے کھلتے گئے جو ہمارے وہم وگمان سے بھی بالا تھے۔ نئے نئے موضوعات پر نئے پرانے مصنفین کی کتب پکے ہوئے پھل کی طرح جھولی میں گرنے لگیں۔

کام بڑھنے کے ساتھ مخلص ساتھی بھی ملتے گئے۔ میرا کام کتب تیار کر کے مرکز سے منظور کرانا اور پریس میں دینا تھا۔ چھپ کر آنے پر شعبہ سٹاک اور فروخت کتب اسے سنبھال لیتے۔ جس میں مختلف وقتوں میں محنتی اور مخلص معاونات ملتی رہیں۔ مسز ناصر کا ساتھ سب سے طویل رہا۔ لجنہ کے دفتر کا ماحول بہت خوشگوار تھا کہ کام بھی تفریح لگتا تھا۔ 1988ء میں صدر لجنہ آپا سلیمہ میر مرحومہ تھیں۔ مکرمہ بشریٰ داؤد مرحومہ کتابوں کی تیاری میں میرے ساتھ تھیں ان دو مہربانوں اور ساری عاملہ کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی اور خوش دلی کی وجہ سے وقت بہت اچھا گزرتا۔ نماز کی دریوں پر کسی بھی جگہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ جاتے یہی ہمارے شعبے کا دفتر ہوتا۔ انہی دریوں پر دوپہر کو ظہر کی نماز کے بعد دستر خوان بچھ جاتا اور ہم سب دعوت شیراز کے لطف لیتے۔ لیکن بعد میں ہمیں ایک گیلری مل گئی جس میں الماریاں بنوا کر سٹاک رکھ لیتے۔ کئی مسئلے بھی آئے آپا سلیمہ مادر مہربان کی طرح ڈھال بن جاتیں ان کے بعد مکرمہ آپا امۃ الحفیظ بھٹی صدر بنیں ان کا بھی شفقت بھرا تعاون رہا۔ بشریٰ کی اچانک رحلت کے بعد مسز ناصر ہی ہر کام میں مشیر و مددگار رہیں لیکن خاص طور پر ان کے ذمے کراچی سے باہر دوسرے شہروں اور ملکوں میں کتب کی فروخت کا کام تھا۔ یہ بڑا محنت طلب کام تھا۔ آرڈرز لینا کتب کو پیک کر کے ٹرین یا ٹی سی ایس سروس سے بھجوانا پھر ان کا حساب کتاب رکھنا۔ جو یہ تندہی سے کرتیں۔ اپنی جان ناتواں کو مردانہ وار کام میں جوتے رکھتیں۔

ایک اچھی بات یہ ہوئی کہ جو کام مجھے نہیں آتے تھے ان میں یہ ماہر تھیں مثلاً دو جمع دو چار ہوتے ہیں اس کے آگے حساب کتاب میرے بس کی بات نہیں تھی جبکہ یہ لاکھوں کا حساب کرلیتیں۔ میں کام صرف نرمی اور محبت سے کرانا جانتی تھی۔ لیکن ہر جگہ نرمی نہیں چلتی جہاں نرمی اور مروت نہیں چلتی وہاں میں ان کو آگے کر دیتی۔ کام بن جاتا۔ میں راستوں، سڑکوں کی پہچان اور سفروں میں بھی بہت نکمی ہوں بسوں میں بیٹھنا تو آیا ہی نہیں وین یا ٹیکسی رکشا بھی مشکل لگتا تھا۔ جبکہ یہ دھڑلے سے سارے کراچی میں سفر کرتیں اور جب ٹرین میں سفر ہوتا تو ان کی مہارت کا بہت فائدہ ہوتا۔ بنا بنایا امیر سفر تھیں۔ سیٹیں لینا سامان چڑھانا اسے جگہ جگہ ٹھونسنا ایک خودکار مشین کی طرح کرلیتیں پھر اپنی خواتین کی سیٹوں کے گرد چادریں تان کر پردہ کرلیتیں جس سے بہت سہولت رہتی۔ رستے میں کھانے کا انتظام اور اس کے لئے کچھ خریدنا بھی رضا کارانہ طور پر اپنے ذمے لے لیتیں۔ سفر سے یاد آیا اپنے نجی سفر بھی اشاعت کے کاموں کے نام لگا دیتیں ان کا قادیان، لندن، اور افریقہ جانا ہوتا تو وہاں بھی کتابوں کا سٹال لگا لیتیں تعلقات بنا کر بہت سے کام چلا لیتیں۔ کتابیں ہی ان کی پہچان بن گئیں۔ کتاب کا تعارف کرا کر دوسرے کو بیچ دینے کا خوب ملکہ تھا۔ یہ کام بھی مجھے نہیں آتا تھا۔ میں بس ان کی کامیابیوں کی باتیں سنتی اور اس رقم پر نظر ڈالتی جو یہ باہر سے لا کر جمع کرواتیں۔

کتب جو مکرمہ برکت ناصر ملک نے مرتب کیں

نمبر 1۔ ہماری پچیسویں کتاب ''بدرگاہ ذی شان ﷺ'' احمدی شعراء کی نعتوں کا مجموعہ 1992ء میں شائع ہوئی جو ان کی محنت کا ثمر ہے۔ جب خاکسار نے ان سے نعتیں جمع کرنے کی درخواست کی تو بڑی عاجزی سے کہا میں تو صرف نو جماعت پاس ہوں کتابیں بنانا میرے بس کا کام نہیں ہے۔ میں نے تسلی دلائی کہ فکر نہ کریں مل کر کام کریں گے۔ اس وقت نیٹ اور گوگل کی سہولت حاصل نہیں تھی ربوہ جا کر خلافت لائبریری میں جماعتی اخبارات و رسائل کی فائلیں نکلوا کر ان میں سے نعتیں تلاش کر کے نقل کرنی تھیں یا پرنٹ آوٹ نکلوانا تھا۔

ایک اچھی بات یہ تھی کہ ان کا ربوہ جانا آنا رہتا تھا وہاں ان کے لئے دوہری کشش تھی ایک تو مرکز دوسرے میکہ ہم ربوہ کا ہر کام ان سے کہہ دیتے۔ یہ کام انہوں نے بڑے شوق اور محنت سے کیا۔ ہر کام میں سر دینے کا جذبہ کام آیا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اعلیٰ نعتیں جمع کر کے لے آئیں۔ ان میں سے ہم نے منتخب نعتیں مرتب کیں۔ خاکسار کا دیا ہوا نام ''بدرگاہ ذیشان'' ان کو پسند آیا۔ بہت مفید کتاب منظر عام پر آئی۔

نمبر 2۔ کتاب تعلیم۔ خاکسار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ملفوظات جلد اول پڑھ رہی تھی صفحہ 260 پر یہ تحریر پڑھی ''میں چاہتا ہوں کہ ایک کتاب تعلیم کی لکھوں... اس کتاب کے تین حصے ہوں گے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہمارے کیا فرائض ہیں اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے کیا حقوق ہم پر ہیں اور تیسرے یہ کہ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں'' خیال آیا یہ خواہش پوری کرتے ہیں۔ اپنی رفیق کار کو اس پر کام کرنے کی درخواست کی۔ جواب میں ان کا مخصوص جملہ ''تسیں حکم کرو'' سن کر خوشی ہوئی بڑی محنت سے اقتباس جمع کئے اور کہا کہ کتاب تو چھپتی چھپے گی مجھے بڑا فائدہ ہوا ہے۔ یقیناً ہمیں تیاری میں بہت فائدہ ہوا 1998ء میں اس کا مسودہ مکرم ناظر صاحب اشاعت ربوہ کی خدمت میں منظوری کے لئے بھیجا تو جواب میں اس کی اشاعت کی اجازت دیتے ہوئے تحریر کیا: ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک خواہش کی اشاعت کی اجازت ہے۔ ماشاء اللہ بہت اچھا مسودہ ہے اور اس کی اشاعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کی تکمیل کا باعث ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بھیجی تو پیارے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے پسند فرمائی۔ یکم جولائی 1999ء کے مکتوب میں سب خادمین کو دعائیں عطا فرمائیں: ''لجنہ کراچی کی ستاون ویں پیش کش انتہائی قابلِ قدر ہے ماشاء اللہ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اس پر میں آپ اور آپ کی معاونات کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنی پیار کی نظر رکھے اور ہمت و توفیق بڑھائے اور دین کے کاموں کی جو چاٹ لگ گئی ہے اس میں مزید جلا بخشے اور بیش از پیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور کام کے نتائج حیرت انگیز طور پر خوشکن ہوں۔ عزیزہ برکت ناصر صاحبہ، رفیعہ محمد صاحبہ، طیبہ بشیر صاحبہ، طیبہ طاہر اور امۃ الکریم صاحبہ اور جن کے نام آپ سے رہ گئے ہیں لیکن خلوص سے کام کرتی ہیں ان سب کو میری طرف سے شاباش اور محبت بھرا سلام اور ڈھیروں دعائیں۔ خدا حامی و ناصر ہو۔''

خاکسار مرزا طاہر احمد

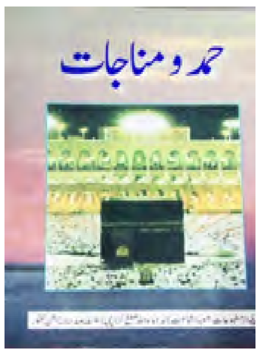

نمبر 3۔ حمد و مناجات۔ ہم نعتوں کا مجموعہ شائع کر چکے تھے اسی سے احمدی شعراء کا حمدیہ کلام جمع کرنے کا شوق ہوا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے زندہ خدا سے والہانہ پیار کی جو مے جماعت کو پلائی تھی اس کا خمار احمدی شعراء کے بیانِ حمد و ثنا میں منعکس ہے جو زبان و بیان کو ایک نرالا حسن عطا کرتا ہے سو شعراء کا حمدیہ کلام جمع کرنا شدید محبت اور محنت کا متقاضی ہے۔ منتخب کلام جمع کر کے کمپوز کروایا۔ یہاں مسز ناصر کو ایک مشکل ترین مرحلہ پیش آیا میں نے درخواست کر دی کہ مجھے اور مصروفیت ہے آپ پروف ریڈنگ بھی کر دیں۔ یہ تکلیف مالا یطاق تھی۔ منظوم کلام کی پروف ریڈنگ ان کے بس کی بات نہیں تھی کھپ کھپا کے کام واپس میرے حوالے کیا۔ یہ فائدہ ہوا کہ میری عرق ریزی پر رحم کھا کر میرے لئے زیادہ دعائیں کرنے لگیں۔

حمد و مناجات 2005ء میں طبع ہوئی اور بہت پسند کی گئی۔

الحمدللہ۔ کتب کی اشاعت میں مالی تعاون کی بھی توفیق ملی۔ بخار دل کے لئے اپنے خاندان کی طرف سے خرچ دیا جس کے لئے شعبہ اشاعت کی طرف سے کتاب میں ان کی والدہ مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا محمد اسمٰعیل۔ بھائی مکرم مرزا انور اور بھتیجے عزیزم بلال کے لئے دعا کی درخواست شائع کی گئی۔

کتب جن کی تیاری میں مسز برکت ناصر نے مدد کی

آپ کی معاونت سے میرے بہت سے کام آسان ہو جاتے خاص طور پر المحراب، کلام طاہر، مضامین حضرت میر محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہ، تواریخ مسجد فضل لندن، کلام محمود، صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد اور فارسی درثمین کے لئے خلافت لائبریری سے بعض مطلوبہ کتب اور اخباروں کے فائلوں سے ضروری معلومات اور حوالے لا کر دئے۔ ربوہ میں مکرم دوست محمد شاہد صاحب اور لائبریری میں مکرم صادق صاحب اور مکرم حبیب الرحمن زیروی صاحب کا تعاون حاصل رہا۔ ایک بے تکلف محفل میں خاکسار نے ان کے لئے یہ رباعی سنائی:

ہم نوالہ، ہم پیالہ، ہم نوا اور ہم سخن
ان کو ہر حالت میں رہتی ہے اشاعت کی لگن
ہاتھ پکا ڈالتی ہیں جو بھی ان کا کام ہو
دیکھنے میں ہیں اگرچہ دُبلی پتلی خستہ تن

سانجھی خوشیاں

ہم نے جس بے مثال جنون اور جذبے سے کام کیا اُسے پیارے آقا نے محسوس فرمایا۔ اپنے خط میں ہمیں شہد کی مکھیاں لکھا ہماری خوشی کی انتہا نہ رہتی جب کبھی میرے خط میں ان کا ذکر کبھی ان کے خط میں میرے لئے کوئی جملے ہوتے۔ کبھی حوصلہ افزائی براہِ راست ملتی کبھی بالواسطہ ملتی۔ ہم پیارے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کی بارشوں میں نہاتے ہوئے تشکّر میں ڈوب جاتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے گیت گاتے سر جوڑ کے کئی مرتبہ خط پڑھتے۔ آپ کے خطوط اتنے معطر اور شگفتہ ہیں کہ جب بھی ان کو پڑھیں نیا لطف دیتے ہیں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا انداز اتنا لطیف تھا کہ لگتا تھا

محبت کا تو اک دریا رواں ہے

چند نمونے حاضر ہیں:

17/ دسمبر 1985ء کے برکت ناصر صاحبہ کے نام ایک مکتوب میں آپ نے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا: ''مصباح میں باری کی ایک نظم چھپی ہے جس کے آخر میں دیکھو، آتا ہے اور آدمی دیکھتا رہ جاتا ہے۔''

(باقی کل ان شاءاللہ)

اعزاز احمد طاہر

حضرت چوہدری عبد السلام کاٹھگڑھی مرحوم

صحابی حضرت مسیح موعودؑ

آپؓ کے والد صاحب چوہدری محمد حسین خاں صاحب پشاور میں تحصیلدار کے عہدہ پر فائز تھے۔ آپؓ کی ولادت 1883ء میں ہوئی اور آپؓ نے بچپن پشاور میں ہی گزارا۔ اسی وجہ سے آپ کو پشتو زبان پر عبور حاصل تھا۔ احمدیت قبول کرنے سے پہلے آپ کا خاندان اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔ آپؓ کی تربیت خالص دینی رنگ اور مذہبی ماحول میں ہوئی۔ آپؓ نے اپنی ابتدائی تعلیم پشاور سے حاصل کی۔

چونکہ آپؓ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کا مطالعہ کر رہے تھے اور اپنے دوست سے بھی جماعت کے متعلق معلومات حاصل کرتے رہتے تھے جس کے متعلق آپؓ کی بیٹی مکرمہ فضیلت جہاں بیگم صاحبہ مرحومہ نے بیان کیا ہے۔ کہ 1903ء میں جب حضرت مسیح موعودؑ نے کرم دین الٰہی کے مقدمے کے سلسلے میں جہلم کا سفر فرمایا اور راستے میں لاہور میں ٹھہرے تو اس دوران حضرت چوہدری عبد السلام خان کاٹھگڑھی صاحبؓ دوست کے ہمراہ حضرت اقدس علیہ السلام سے ملاقات کے لئے گئے اور حضورؑ کی دستی بیعت سے مشرف ہوکر امام الزمان علیہ السلام کی غلامی کا اعزاز پایا۔ علاوہ ازیں آپؓ کو خاندان میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کی بھی توفیق ملی۔ البدر اخبار میں زیرعنوان ’’فہرست ان مبائعین کی جنہوں نے حضرت احمد مرسل یزدانی مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دست مبارک پر آپ کی سفر جہلم میں مقام لاہور اور جہلم اور راستہ میں شرف بیعت حاصل کیا ‘‘میں آپؓ کا نام درج ہے۔

73 نمبر پر عبد السلام ولد محمد حسین خان کاٹھگڑھی ضلع ہوشیارپور بمقام لاہور

(البدر 23-30/ جنوری 1903ء صفحہ 13)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد آپؓ کو گھریلو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی مخالفت کے باعث آپؓ کو تعلیم نامکمل چھوڑنا پڑی۔ جس وقت آپؓ لاہور میں تعلیم پا رہے تھے غالباً 1903ء تھا، چونکہ آپ کے والد ابھی غیر احمدی تھے اور ریٹائرڈ ہوکر گھر آ گئے تھے۔ آپ کے والد صاحب نے آپ کی بیعت کی خبر سنی تو سخت ناراض ہوئے، سختی کی انتہا کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے سامنے روٹی زمین پر پھینک دیا کرتے لیکن برتن کو ہاتھ نہ لگانے دیتے۔

آپ کو اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر کے گرمی کی چھٹیوں میں قادیان مقدس چلے گئے اور وہاں جاکر آپؓ نے قرآن مجید، حدیث اور کتب مسیح موعودؑ کا مطالعہ کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے درس القرآن سے مستفید ہوئے۔ نیز آپ کو حضرت مصلح موعودؓ کے ہم مکتب ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خطبہ جمعہ فرمودہ 7/ نومبر 1957ء میں ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ:

’’مجھے یاد ہے کہ میں ابھی بچہ ہی تھا کہ کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور کے ایک دوست عبد السلام صاحب میرے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ وہ کاٹھگڑھ واپس گئے تو انہوں نے ایک پرائمری اسکول بنایا۔‘‘

(خطبات محمود جلد 38 صفحہ 239)

آپؓ کا حضرت مسیح موعودؑ سے ایک خاص تعلق تھا۔ آپؓ تمام جلسوں میں شمولیت کے لئے قادیان جاتے تھے اور آپؓ نے قادیان میں ایک گھر بھی بنوایا تھا اور مسلسل دعا اور راہنمائی کے لئے خطوط بھی لکھتے رہتے تھے۔ آپؓ کے حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق کا اندازہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے جوابی خط سے لگایا جاسکتا ہے جو آپؓ کے پوتے مکرم عبد السمیع خاں صاحب نے لکھا تھا۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ:

’’آپ کے دادا صاحب کی تحریر بھی مجھے یاد ہے اور صورت بھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس ان کے خط کثرت سے آتے تھے دعا کے لئے۔‘‘

وسط دسمبر 1908ء کا ذکر ہے کہ داداجان نے کاٹھگڑھ میں ایک نیا پختہ مکان دو منزلہ تعمیر کیا تھا۔ آپ کا منشاء تھا کہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ میں سے کسی کے دست مبارک سے اس کا افتتاح ہو۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور میر محمد اسحاق صاحبؓ نے اس نئے مکان کا افتتاح کیا اور دعا بھی کروائی۔ اسی وقت آپ نے اس مکان پر تاریخ لکھ دی جو تا دیر قائم رہی۔

جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ کی طرف سے بحضور حضرت خلیفۃ المسیح موعودؑ عرض کیا گیا تھا کہ حضور حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو فرماویں کہ تعلیم الاسلام مڈل اسکول کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد اپنے دستِ مبارک سے رکھیں۔ چنانچہ 2/ مارچ 1924ء کو جماعت کاٹھگڑھ میں صاحبزادہ تشریف لائے اور ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔

آپ کے دن کا آغاز خدا کی حمد و ثنا سے شروع ہوتا اور خدا کے ذکر سے اختتام ہوتا۔ آپ صبح فجر کی نماز کے بعد باقاعدہ روزانہ قرآن کریم اور احادیث کا درس دیا کرتے تھے اور پھر مسجد میں قرآن شریف باترجمہ پڑھاتے تھے۔ اس کے بعد دوا خانہ کے سامنے صحن میں بہت سے بیمار پہلے ہی سے جمع ہوتے تھے اور انتظار میں بیٹھے رہتے تھے۔ ان کو دوائی دیتے تھے۔ اس کے علاوہ اسکول کے متفرق معاملات کو دیکھتے۔ طلباء کی نگرانی، مقدمات، خط وکتابت اور بیت المال کی نگرانی بڑے احسن انداز میں کرتے تھے۔

جماعت کی تبلیغ کرنے کا آپؓ کو بے انتہا شوق تھا اور آپؓ کاٹھگڑھ جماعت کے صدر جماعت اور بطور نائب مہتمم تبلیغ ضلع ہوشیارپور بھی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ اس زمانہ میں نہ تو سفر کے بہترین ذرائع تھے اور نہ ہی اتنی خوشحالی تھی لیکن آپؓ تمام تر مشکلات ہونے کے باوجود پورے ضلع کا وقتاً فوقتاً دورہ کرتے اور مرکز سے مربیان سلسلہ کو بلواکر تبلیغی مجالس منعقد کرواتے اور افراد کو قادیان کی زیارت کرواتے۔

یہ آپ کی دعوت الی اللہ کا ہی نتیجہ تھا کہ کاٹھگڑھ کے امام سید محمد علی شاہ صاحب جو سلسلہ کے سخت مخالف تھے نہ صرف جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت پائی بلکہ رفقاء حضرت مسیح موعودؑ میں شامل ہونے کا شرف پایا۔

روپڑ ضلع ہوشیارپور میں کوئی احمدی نہیں تھا آپؓ کی دلی خواہش تھی کہ اس میں بھی جماعت قائم ہوجائے۔ بعض دفعہ سخت دھوپ میں جاتے تو لوگ سختی سے پیش آتے لیکن آپؓ کے جوش میں کمی نہ ہوئی۔ آپ یہی فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن ایسا ہوگا کہ یہی لوگ جو ہمیں گالیاں دیتے ہیں پتھر پھینکتے ہیں اور ٹھہرنے کے لئے جگہ نہیں دیتے ہیں کبھی ہمیں بغل گیر ہوکر ملیں گے سو ایسا ہی ہوا۔ افسوس آپ نے یہ موقع نہ دیکھا اور آپ کی وفات کے چند ہی ماہ بعد وہاں جماعت قائم ہوگئی۔

مسجد میں نمازیوں کو پانی کی قلت کی وجہ سے بہت تنگی رہتی تھی اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے آپؓ نے ایک کنواں بنوانے کی طرف توجہ دلائی اور سب سے پہلے خود قدم اٹھایا۔ آپ نے کنوئیں کی ضرورت کے مطابق اینٹیں منگوالیں۔ لیکن آپ کی عمر نے وفا نہ کی۔ وہ اینٹیں پڑیں رہیں جب بھی لوگ نماز پڑھ کر باہر نکلتے ان کے دل میں پیدا ہونے والی تحریک نے اس کام کو دوبارہ شروع کروا دیا۔

بیت احمدیہ کاٹھگڑھ میں عورتوں کے لئے جگہ بہت کم تھی جس کی وجہ سے نماز جمعہ پر آنے والی لجنات کو تنگی کا سامنا کرنا پڑتا۔ آپ نے ایک شخص چوہدری نعمت اللہ خان صاحب مرحوم سے کچھ جگہ جو مسجد سے ملحقہ تھی زنانہ مسجد کے لئے لے لی اور لجنات کے لئے علیحدہ ہال کی بنیاد رکھی تو کچھ عرصہ کے بعد آپ کی وفات ہوگئی۔

1920ء کی بقرعید پر کاٹھگڑھ کے ہندوؤں نے اردگرد کے دیہات کے ہندوؤں کو جمع کرلیا اور جب آپ گائیں لے جارہے تھے تو پانچ چھ نہتے آدمیوں پر پانچ سو کے قریب ہندوؤں نے حملہ کر دیا اور گائیں چھین کر لے گئے۔ پولیس موقع پر پہنچ گئی، کچھ لوگوں کا چالان کیا اور بعد میں راضی نامہ ہوگیا۔ پولیس نے دوسرے دن قربانی کروائی۔ اس کے بعد آپ نے ایک رجسٹر بنایا جس کا نام رجسٹر مذبح بقر رکھا۔ جب کوئی گائے ذبح کرتے اس کی مفصل رپورٹ کس سے خریدی گئی، حلیہ، قیمت اور حصہ داروں کا نام کس کے مکان پر ذبح کی گئی۔ اور اس کی رپورٹ سرکاری افسران کو بھیج دیتے۔ چنانچہ لوگوں کے منع کرنے کے باوجود آپ نے رپورٹوں کا سلسلہ جاری رکھا جس سے سرکار کو یقین ہوگیا کہ کاٹھ گڑھ میں ہندو مسلمان تعلقات اچھے ہیں اور فساد کا اندیشہ نہیں ہے تو گورنمنٹ بقر عید پر خود پولیس کو بھیجنے لگی اور اپنے انتظام کے ماتحت قربانی کرواتی تھی، آپ کی وفات کے بعد لوگوں کی آنکھیں کھلیں کہ آپ نے اتنا بھاری کام سرانجام دیا کہ قربانی کا حق دلوایا۔

1923ء میں ہندوؤں نے ملکانوں کے علاقوں میں شدھی کی تحریک شروع کی جس نے بہت جلد ہی علاقہ میں زور پکڑ لیا تھا جس کا دفاع کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جماعت احمدیہ کے بعض علماء کو مختلف علاقوں میں مقرر فرمایا تاکہ وہاں رہ کر ان کا مقابلہ کرسکیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تحریک شدھی کے ممبران وفد ثانی کے لئے جن 20 احباب کے اسماء منتخب فرمائے ان میں مکرم چوہدری عبد السلام خاں صاحب کا نام دوسرے نمبر پر یوں درج ہے۔

’’جناب مولوی چوہدری عبد السلام خاں صاحب فاضل ہندو لٹریچر کاٹھ گڑھ۔‘‘

ساتھ ہی حضورؓ نے سفر میں وفد کے امراء مقرر کرتے ہوئے فرمایا:

’’بھائی عبد الرحیم صاحب آگرہ تک وفد کے امیر ہوں گے اور وہاں

جاکر چوہدری صاحب کے سپرد کر دیں گے۔ اب بھی دعا کرتاہوں اورعصر کے بعد بھی دعا کروں گا۔''

تاریخ احمدیت میں تحریک شدھی کے حالات درج ہیں جن میں آپؓ کا ذکر کچھ یوں آیا ہے۔

''حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے 24/ مارچ کو تار دیا کہ بیس مبلغین کی فوری ضرورت ہے چنانچہ ادھر یہ مجاہدین حالات کا جائزہ لے کر آگرہ میں پہنچے ادھر 26/ اپریل 1923ء کو قادیان سے بیس کی بجائے بائیس مجاہدین کا دوسراوفد آ گیا اس وفد کے بعض افراد کے نام یہ ہیں۔حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب قادیانی، چوہدری عبد السلام صاحب کاٹھگڑھی... چوہدری عبد السلام صاحب کاٹھگڑھی متھرا کے گاؤں بھائی میں''

آپؓ کو خدا تعالی کے فضل سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک کے مطابق ماہرین علوم میں شامل ہونے کی بھی توفیق ملی جس کا ذکر تاریخ احمدیت میں کچھ یوں آیا ہے:

''حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں بعض جوانوں کو خاص خاص مذاہب کی ریسرچ کے لئے ارشاد فرمایا۔مثلاً... چوہدری عبد السلام صاحب کاٹھگڑھی کوسکھ مذہب کے لئے۔چوہدری عبد السلام صاحب کاٹھگڑھی نے تحریک شدھی ملکانہ میں ہندو دھرم کے رد میں سرگرم حصہ لیا۔''

حقوق العباد کی ادائیگی میں آپؓ ہمہ وقت تیار رہتے۔ زمیندار ہونے کے باوجود کسی کام کو کرنے میں عار نہیں سمجھتے تھے۔جلسہ کے موقع پر چائے وغیرہ کا سامان اپنے ساتھ لے لیتے اور جہاں موقع ملتا تو اپنے ہمراہ ساتھیوں کو پیش کرتے اور اگر سامان کم ہوتا تو دوسروں کو خود پر ترجیح دیتے۔ آپ نے اپنی گرہ سے خرچ کر کے ایک مہمان خانہ اورمہمانوں کے لئے علیحدہ بسترے اور چارپائیاں بنائیں۔ اس سے سرکاری افسران بھی مستفید ہوتے تھے۔

ایک دفعہ آپ قادیان کے جلسے سے واپس جاتے ہوئے چاول جو مہمانوں سے بچے ہوئے تھے کافی ایک چادر میں باندھ کر لے گئے اور وہی چائے والا ٹین دال کا بھر کر لے گئے اور کچھ دکان سے شکر خرید کر باندھ لی۔ امرتسر کے اسٹیشن پر ان چاولوں کی گٹھڑی کو کھولا اور چاول تقسیم کرنے لگ گئے اور تھوڑی تھوڑی شکر بھی دیتے گئے حتی کہ تمام دال چاول ختم ہو گئے اور شکر بھی ختم ہوگئی اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔آپ لوگوں کو جلسے میں شمولیت کی تحریک کیا کرتے بعض لوگ عذر کرتے کہ ہمارے پاس کرایہ نہیں ہے توفرماتے کہ کرایہ کی کیا ضرورت ہے چلو پیدل چلیں بعض کو ان میں سے ساتھ لے کر پیدل قادیان پہنچ جاتے تھے۔جب قادیان ریل نہیں آئی تھی تو آپ اڑمڑ ٹانڈہ تک گاڑی پر آیا کرتے تھے اور وہاں سے قادیان تک کا بیس میل کا فاصلہ پیدل طے کیا کرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی حدیث طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ کے تحت آپؓ نے انسانیت کی علمی ترقی کے لئے اسکول بنائے۔تعلیمی معیار بہتر بنانے کیلئے آپ نے انیگلوورنیکلر مڈل اسکول، زنانہ پرائمری اسکول، زنانہ اڈلٹ اسکول، مردانہ اڈلٹ اسکول، پرائمری نائٹ اسکول قائم کئے، آپ کی ہمدردی کا دائرہ ہر خاص و عام کے لئے وسیع تھا۔اس فرض کو سرانجام دینے کے لئے تمام اخراجات خود برداشت کرتے، جبکہ مالی حالت اس کی اجازت نہ دیتے تھے لیکن تمام دشواریوں کا اکیلے سامنا کیا جو کہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔

خدمت خلق کے لئے ایک دواخانہ بھی کھولا ہوا تھا، دوائی مفت دیتے جس سے بہت لوگ استفادہ کرتے تھے۔اس انسانی ہمدردی کا دائرہ کار کسی خاص قوم، مذہب تک نہ تھا بلکہ ہر تکلیف زدہ انسان کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتے۔ آپ نے ایک کفایت شعاری بینک بھی کھولا ہوا تھا اس کا کام بھی آپ کے سپرد تھا۔ زمیندارہ بینک کے آپ ممبر تھے۔

1929ء یا 1930ء کا ذکر ہے کہ علاقے میں اتنا ٹڈی دل آ گیا کہ افسروں کو اس کی تلفی میں خاص کوشش کرنی پڑی۔ انڈوں اور بچوں کو زمین کھود کھود کر تلف کیا جاتا سرکار نے نمبردار اور ذیلداروں سے مدد لی۔ آپ بھی اسکول کے لڑکوں کو ساتھ لے جاتے اور اپنی گرہ سے تیل خرچ کر کے ٹڈی کی تلفی میں کافی مدد دیتے رہے۔

آپ کے توکل علیٰ اللہ پر آپ کا یہ جواب بخوبی روشنی ڈالتا ہے کہ جب آپ کی اہلیہ کی طرف سے اپنے گھر کی عمارت کی مرمت اور دوسرے اخراجات کے لئے کم آمدنی کی تشویش اور اسکولوں اور دیگر خدمت خلق کے کاموں کیلئے پیسہ خرچ کرنے کا اظہار کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ خدا جس کا میں اتنا کام کر رہا ہوں وہ میرے گھر کے خام مکانات کی حفاظت نہیں کرے گا؟

آپ کی غرباء پروری کے متعلق آپ کے بیٹے مکرم عبد الرحیم صاحب مرحوم کچھ یوں ذکر کرتے ہیں:

ایک دفعہ ایک جاٹ زمیندار جو احمدی تھا ہمارے ہاں جمعہ پڑھنے کے لئے آیا جو کہ اپنے گاؤں میں اکیلا احمدی تھا اور غریب تھا دھوپ میں گھبرایا ہوا آیا اس کے پاؤں پر مٹی دھول پڑی ہوئی تھی اور لباس بہت سادہ تھا آپ نے جھٹ اس کے لئے عمدہ بستر بچھا دیا اور تواضع کا خاص اہتمام کیا میں نے کہا ابا جی یہ کیا کیا آپ کا ایک دری بچھا دینا کافی تھا، آپ نے فرمایا کبھی غریب لوگوں کو بھی عمدہ بستر پر سلانا چاہئے اس سے زیادہ ثواب ہوتا ہے امیر لوگ تو ہر روز عمدہ کھانا کھاتے ہیں اور عمدہ بستروں پر سوتے ہیں دوسرے یہ اکیلے ہی اپنے گاؤں میں احمدی ہیں تمام گاؤں کے لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ہم بھی ان کی خاطر مدارت اور عزت نہیں کریں گے تو ان کے دل پر کیا اثر ہوگا غرض آپ نے دو تین قسم کا عمدہ کھانا تیار کر اکر اسے کھلایا اور ہر ممکن طریق سے آرام پہنچایا۔

آپ احکام شریعت کی سختی سے پابندی کرتے اور کرواتے تھے۔ کسی ایسے تقریب میں شامل نہ ہوا کرتے جس میں باجا، ڈھول، ناچ گانا یا اور کسی قسم کا تماشا ہو، آپ کسی قسم کا تماشا نہیں دیکھتے اور نہ کسی میلہ وغیرہ میں جاتے۔ جب آپ غیر احمدی تھے اس وقت بھی آپ اس قسم کی لغویات سے اجتناب فرماتے۔

اسی ضمن میں عبد الرحیم صاحب مرحوم اپنے والد صاحب کا ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں کہ:

''میری اور میرے چھوٹے بھائی عبد المومن کی شادی پر گردو نواح کے احمدیوں کو آپ نے دعوت ولیمہ پر مدعو کیا۔ انہوں نے آپ کو نیوتہ دینا چاہا۔ آپ نے فرمایا میں نے آپ کو اس لئے تو نہیں بلایا تھا کہ ہمارے ہاں آ کر قیمتاً کھانا کھاؤ۔ میں تو ایسی رسوم کو توڑنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تو آئندہ آپ کے اور ہمارے تعلقات قائم نہیں رہیں گے۔ ہم آپ کو کس طرح بلائیں گے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے آپ کو آپ سے کچھ لینے کے لئے نہیں بلایا۔ آپ بھی مجھ کو کچھ لینے کی غرض سے نہ بلائیں۔ اگر میں آپ کی کسی دعوت میں بغیر کسی معقول عذر کے نہ آؤں تو مجھے آپ الزام دیں۔ آپ نے کسی سے نیوتہ نہیں لیا اور نہ کوئی کام رسمی طور پر کیا۔''

جب آپ بستر مرگ پر تھے آپ نے ناظر دعوت وتبلیغ کو خط لکھا کہ میں کانٹا لگنے کی وجہ سے بیمار ہوں اور چلنے پھرنے سے بھی معذور ہوگیا ہوں۔ لہذا مجھے تین ماہ کی رخصت عطا فرمائی جاوے آپ کا نہایت ہی مشکور ہوں گا، جبکہ آپ مرکز سے کوئی تنخواہ نہیں لیتے تھے لیکن پھر بھی آپ نے چھٹی لینی ہی مناسب سمجھی اور معذرت بیان کی آپ نے اپنا فرض سمجھا کہ وفات بھی سلسلے کے کام کرتے ہوئے ہی ہو۔

حضرت مولانا ابو العطاء جالندھری صاحب آپؓ کے سادہ مزاج ہونے کا ذکر کرتے ہیں کہ:

''آپ بہت ہی منکسر المزاج اور متواضع واقع ہوئے تھے۔اس موضوع میں اگر میں یہ کہوں۔ کہ وہ بہت سے مخلصین سے بھی آگے تھے تو اس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہیں۔ ان کی مومنانہ سادگی اور انکسار کو دیکھ کر ناواقف آدمی خیال بھی نہ کرسکتا تھا۔ کہ آپ راجپوت ہیں۔ کبر، انانیت اور بڑائی کا احساس تک نہ تھا۔ ہر انسان سے خندہ پیشانی اور محبت سے پیش آتے تھے اور جہاں تک ان کے بس میں ہوتا ہر محتاج کی مدد کرتے۔''

آپؓ روپڑ کے دعوت الی اللہ کے دورے سے واپس آرہے تھے کہ پاؤں میں کانٹا لگا۔ یہ زخم اتنا بڑھ گیا کہ کہ بالآخر 19/ اکتوبر 1931ء کو کاٹھگڑھ میں 48 سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جاملے۔ تاریخ احمدیت میں آپ کا نام ''جلیل القدر صحابہ کا انتقال'' کے عنوان کے ذیل میں کچھ یوں لکھا ہے۔

''چوہدری عبد السلام صاحب کاٹھگڑھی (تاریخ وفات 19/ اکتوبر 1931ء)''

حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ (خلیفہ رابعؒ کے ماموں) سابق ناظر دعوت الی اللہ آپؓ کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

''بلا ریب میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ مرحوم کو تبلیغ احمدیت کا فکر اور اہتمام اس نظارت کے کارکنوں سے کسی طرح بھی کم نہ تھا۔ بلکہ ان کا جوش کچھ بڑھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ پرسوں مجھے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کا پاؤں زخمی ہوگیا ہے اور اب وہ لاچار بستر پر پڑے ہیں۔ تین ماہ کی رخصت دی جائے۔ منان صاحب ان کے قائمقام ہوں گے۔ مگر یہ علم نہ تھا کہ وہ ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو رہے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ کیا کاٹھگڑھ کی زمین میں کوئی ان کا جانشین میدانِ تبلیغ میں کھڑا نہ ہوگا۔ میرے وہ بازو تھے جو نہ معلوم کب ملے۔''

آخر میں خاکسار دعا گو ہے کہ اللہ تعالی ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر خدا تعالی کی رضا پانے اور خلافت کا حقیقی معنوں میں تابع بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 68

ہمارا آج کا سبق متفرق مگر ایسے مختصر موضوعات پر مشتمل ہے جو اہم بھی ہیں اور بعض لحاظ سے اردو زبان بولنے والوں کے لئے مشکلات بھی پیدا کرتے رہتے ہیں۔

1۔ضمیر اشارہ یعنی

Possessive and objective cases of pronouns کا درست استعمال

انگریزی زبان کے برعکس اردو زبان جنس کے لحاظ سے ضمیروں میں فرق نہیں کرتی بلکہ اس فرق کو واضح کرنے کے لئے حرف ربط استعمال کئے جاتے ہیں جنہیں انگریزی میں prepositions کہا جاتا ہے اور ان حروف ربط کو بھی اپنے سے بعد آنے والی شے یا شخص کی جنس کے مطابق استعمال کرتے ہیں جیسے مذکر کے لئے اِس یا اُس کے ساتھ حرف ربط کا استعمال ہوتا ہے جیسے اِس کا یا اُس کا، جیسے وہ میرا بھائی ہے اُس کا نام اکبر ہے۔ یہاں لفظ نام مذکر ہے اس لئے کا استعمال ہوا ہے لیکن اگر کہیں یہ میرا بھائی ہے یہ اِس کی کتاب ہے۔ اب یہاں کتاب مونث ہے اس لئے اِس کی استعمال ہوا ہے، یہ میری بہن ہے اِس کا نام فاطمہ ہے یہ اِس کی کتاب ہے اور یہ اِس کا بیگ ہے۔ جیسے انگریزی میں عورت کے لئے She/Her/Her ہے اور مرد کے لئے He/His/Him ہے لیکن اردو میں دونوں کے لئے اس، اس کا، اس نے، اس کو وغیرہ آتا ہے۔ ایک اور الجھن یہ ہوتی ہے کہ اُس ہے یا اِس ہے۔ سادہ الفاظ میں جب آپ بات کر رہے ہوں یا خطاب کر رہے ہوں یا بآواز بلند اسکول یا مسجد میں یا کسی محفل میں کوئی تحریر پڑھ کر سنا رہے ہوں تو اس سوال کا جواب کہ آپ اِس کہیں گے یا اُس یہ ہے کہ آپ کو تحریر کا سیاق و سباق یعنی context and reference یاد رکھنا ہوگا۔ سیاق و سباق سے کیا مراد ہے اس کو ہم مزید واضح کرتے ہیں۔ سیاق و سباق سے مراد ہے کہ تحریر کا زمانہ یعنی tense کیا ہے۔ ماضی ہے یا حال یا مستقبل۔ جیسے اگر ماضی ہے تو جس کی بات ہو رہی ہے وہ وقت اور مقام دونوں کے لحاظ سے آپ سے دور ہے اور دور کے لئے اُس کی ضمیر استعمال ہوگی کیونکہ وہ آپ کے قریب نہیں ہے۔ جیسے ہمارے گاؤں میں ایک درخت تھا اُس پر بہت پرندے بیٹھتے تھے۔ لیکن اگر زمانہ ماضی ہے مگر ماضی کے دو کردار آپس میں بات کر رہے ہیں تو اِس کی ضمیر بھی آسکتی ہے کیونکہ وہ دونوں آپ سے دور ہیں مگر ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ جیسے ایک بچہ تھیلا لئے جارہا تھا ایک راہگیر نے اُس سے پوچھا کہ اِس تھیلے میں کیا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ پہلی ضمیر اُس ہے کیونکہ وہاں بیان یعنی narration آپ کی ہے اور وہ بچہ آپ سے دور ہے پھر دوسری ضمیر اِس ہے کیونکہ وہ بچہ اور اُس کا تھیلا اُس راہگیر کے قریب ہے جو سوال کر رہا ہے۔ اس لئے اُس نے کہا کہ اِس تھیلے میں کیا ہے۔ زیادہ تر مقررین کو الجھن اُس وقت ہوتی ہے جب وہ یہ نہیں سمجھ پاتے کہ بات کون کر رہا ہے۔ جیسے بادشاہ نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے شخص کو دیکھا اُس کے چہرے پر فکر و پریشانی تھی۔ بادشاہ نے ایک دوسرے شخص سے کہا کہ اِس کی مدد کرو۔ پہلی ضمیر اُس ہے کیونکہ بات آپ کر رہے ہیں یا وہ کر رہا ہے جو جس نے لکھا ہے۔ دونوں ہی ماضی کے ان کرداروں سے دور ہیں مگر جب بادشاہ نے کہا کہ اِس کی مدد کرو تو اِس آیا ہے کیونکہ بادشاہ اُس آدمی کے قریب ہے۔ پھر بادشاہ نے سپاہی کو حکم دیا کہ جس شخص نے اِس کو نقصان پہنچایا ہے اُس کو بلا کر لاؤ۔ بعض اوقات دو ایسی چیزوں یا اشخاص جو وقت اور جگہ کے لحاظ سے قریب ہوں، میں تفریق یعنی difference یا تمیز یعنی distinction کرنے کے لئے اِس اور اُس کی ضمیر استعمال ہوتی ہے۔ جیسے مجھے بتاؤ آپ کو اِس بچے نے مارا ہے یا اُس نے۔ یہاں دونوں ہی بچے نزدیک ہیں اور سامنے ہیں مگر ضمیر کا فرق کیا گیا ہے۔ پھر جیسے یہ اِس کتاب میں ہے لکھا ہے یا اُس میں تم اسے چھوڑو اپنی بات کرو۔ انسان اس دنیا میں ہو یا اُس دنیا میں کام اعمال ہی آتے ہیں۔ پھر جیسے قائد اعظم کی بہت مخالفت ہوئی مگر انہوں نے اُس کا بھرپور مقابلہ کیا۔ یہاں مخالفت کیوں کے ماضی میں ہوئی اور اب دور کی بات ہے اس لئے ضمیر اشارہ دور یعنی اُس استعمال ہوگی۔ یہ کہنا غلط ہوگا کہ انہوں نے اِس کا بھرپور مقابلہ کیا۔ ایک بار قائد اعظم اپنی داڑھی صاف کر رہے تھے۔ ایک بچے نے پوچھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ داڑھی صاف کر رہا ہوں۔ بچے نے کہا کہاں پر انہوں نے کہا منہ پر جس پر بچے نے کہا کیا آپ کے دو منہ ہیں۔ قائد اعظم کہتے ہیں کہ مجھے کبھی کسی نے ایسا لاجواب نہیں کیا جیسا اُس بچے کی اِس بات نے کیا۔ یہاں ہم نے اِس بات نے کہا ہے کیونکہ بات پر زور دے کر اسے واضح کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے ہم کہتے ہیں اس آدمی کی یہ بات سن کر میرا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ یعنی شدید حیرت ہوئی۔ یہاں بھی بات پر زور ہے یعنی یہ کہنا کہ ’’اُس آدمی کی وہ بات سن کر‘‘ غلط ہوگا۔ پس ہم نے سادہ الفاظ میں وضاحت کی ہے کہ یہ بات یقینی بنانے کے لئے کہ ہم صحیح ضمیرِ اشارہ استعمال کر رہے ہیں ہمیں مضمون کا سیاق یعنی context اور سباق یعنی بعد میں آنے والے فقرات وغیرہ کے ساتھ ساتھ تحریر کا منطقی ڈھانچہ، زیر و بم، جذبات وغیرہ کو بھی سامنے رکھنا ہوگا۔ یہ بھی دیکھنا ہوگا اور سمجھنا ہوگا کہ اِس یا اُس جملوں میں بعض دیگر کردار بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں اس بات کی وضاحت ہم انگریزی کی مدد سے کریں گے۔

اِس بمعنی this

اس کھیل میں، اِس زمانے میں، اِس مرض میں وغیرہ یہاں اِس کا مطلب ہے یہ والی یعنی in this game, era, disease۔

اُس بمعنی that: اُس زمانے میں، اُس حادثے میں، اُس وبا میں وغیرہ۔ یہاں اُس کا مطلب ہے in that age, catastrophe, pandemic۔

اِس بمعنی such a/like/so

وہ اِس تیزی سے بھاگا he ran so fast/ ran in such a rush۔ وہ جنگ میں اِس بہادری سے لڑا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ پس یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اِس اور اُس کے صحیح استعمال کا طریقہ مطالعہ کرنے سے آتا ہے۔

بعض ایسی صورتیں بھی ہوتیں ہیں جبکہ کوئی شخص یا چیز آپ سے دور ہو مگر آپ اِس کی ضمیر استعمال کرتے ہیں کیونکہ آپ حیرت، حقارت یا خوف وغیرہ کی وجہ سے کسی چیز یا شخص یا گروہ کو مخصوص کرتے ہوئے اُس پر زور دیتے ہیں۔ جیسے کیا تم نے پولیس والے پر اعتماد کیا، جب تم اِس پیشے کے لوگوں سے ملو تو احتیاط کرو۔ کبڈی کھیلو گے تو چوٹ تو لگے گی نا تمھیں کہا بھی تھا کہ اِس کام سے باز آجاؤ۔ تم اِس نوکری سے بھلا کیا کماتے ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اور نہ صرف مقال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر بھی ان تمام محبتوں کا ایک صافی چشمہ اپنے پر صدق دل میں بہتا ہوا دیکھتا ہے اور ایک ایسی کیفیت تعلّق باللہ کی اپنے منشرح سینہ میں مشاہدہ کرتا ہے جس کو نہ الفاظ کے ذریعہ سے اور نہ کسی مثال کے پیرائے میں بیان کرسکتا ہے اور انوار الٰہی کو اپنے نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ انوار کبھی اخبار غیبیہ کے رنگ میں اور کبھی علوم و معارف کی صورت میں اور کبھی اخلاقِ فاضلہ کے پیرایہ میں اس پر اپنا پرتوہ ڈالتے رہتے ہیں۔ یہ تاثیرات فرقان مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہیں اور جب سے کہ آفتابِ صداقت ذات بابرکات آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا میں آیا اسی دم سے آج تک ہزارہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعت کلام الٰہی اور اتباع رسول مقبولؐ سے مدارجِ عالیہ مذکورہٗ بالا تک پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے جاتے ہیں اور خدائے تعالیٰ اس قدر اُن پر پے در پے اور علی الاتصال تلطفات اور تفضلات وارد کرتا ہے اور اپنی حمایتیں اور عنایتیں دکھلاتا ہے کہ صافی نگاہوں کی نظر میں ثابت ہوجاتا ہے کہ وہ لوگ منظورانِ نظر احدیت سے ہیں جن پر لطف ربانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضلِ یزدانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے اور دیکھنے والوں کو صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ انعامات خارق عادت سے سرفراز ہیں اور کرامات عجیب و غریب سے ممتاز ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 528-530)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

نہ صرف مقال بلکہ حال: صرف نظریاتی یا فلسفیانہ یا منہ کی باتوں کی حد تک نہیں بلکہ حقیقی اور عملی طور پر: Not only theoretical or verbal but practical and concrete۔

صافی چشمہ: پاکیزہ، صاف و شفاف پانی، روحانی تاثیرات۔ A pure and pious source of love and spirituality

پُرصدق: سچائی سے بھرپور filled with truth

تعلق باللہ: اللہ تعالیٰ سے تعلق۔

منشرح سینہ: یقین اور اطمینان کے باعث حاصل ہونے والی فراخ دلی اور رضا۔ Satisfied heart and agreed mind

مثال کے پیرائے میں: کسی مثال کی صورت میں To explain through an example

اخبارِ غیبیہ: ایسی خبریں جو کسی علم میں نہ ہوں۔ غیب میں ہوں۔ Information about unseen

علوم و معارف: علم کی جمع، گہری بصیرت اور فہم و ادراک۔

پیرایہ میں: شکل میں In the form of

پرتوہ: اسے عام طور پر ہ کے بغیر لکھتے ہیں، سایہ، اثر، رنگ، روشنی وغیرہ یہاں مراد ہے اثر انداز ہونا۔ Shadow, reflection impact

سلسلہ وار: ایک تواتر سے، درجہ بہ درجہ In a sequence

آفتابِ صداقت ذاتِ بابرکات: سچائی کا سورج اور برکتوں والی شخصیت یعنی آنحضرتؐ۔

اسی دم سے: محاورہ ہے یعنی اسی وقت سے ویسے دَم کا معنی ہے سانس

ہزارہا نفوس: ہزار کی جمع ہے، یعنی انگنت لوگ

متابعت کلام الٰہی: قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کرنا۔

مدارج عالیہ مذکورہ بالا: یعنی روحانی ترقی کے وہ مقامات جو اس تحریر میں پہلے یا اوپر بیان ہوئے ہیں۔ اسی طرح وہ بات یا

بقیہ صفحہ 14 پر

صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا

حدیقۃ النساء

دعا ہر احمدی کا ہتھیار ہے

؎ غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو! زورِ دعا دیکھو تو

زمانہ پیدائش سے لے کر بستر مرگ تک انسان کمزور ہے، لاچار ہے، محتاج ہے، محدود علم، محدود وسائل رکھتا ہے دنیا کا طاقتور ترین انسان بھی زندگی کے کسی نہ کسی مرحلے پر مدد کا امیدوار ہوتا ہے۔ مدد کسی بھی رنگ میں ہو مگر انسان کو درکار ہوتی ہے اور انسانی مدد بھی ایک خاص حد تک ہوتی ہے ایسے بھی صرف اور صرف خدائے عزّ وجل کی ذات ہی انسان کی ہر مشکل کا حل ہے۔ وہی ہے جو ہر بظاہر غیر ممکن کام کو آسان اور ممکن بنا دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ کتاب رحمان میں بار بار دعا کرنے کی تلقین کرتا ہے وہ پکارنے والے کو نوازتا ہے۔ فرماتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

(البقرہ: 187)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

خدا تعالیٰ ایک مخفی خزانہ تھا جب اس نے چاہا کہ وہ پہچانا جائے تو اس نے بنی نوع انسان کو تخلیق کر کے اسے اپنی ذات کا عرفان وشعور بخشا خدا تعالیٰ کی بے شمار صفات میں ایک صفت مجیب الدعوات بھی ہے وہ حیی و القیوم خدا سمیع الدعوۃ بھی ہے وہ جو زندہ ہے اور زندگی بخشتا ہے۔ وہ جو کہتا ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہیں نوازوں گا۔ پس ہمیں کبھی بھی رحمت خداوندی سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

؎ بارگاہ ایزدی سے تو نہ مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

(درثمین)

ہمارے پیارے آقا افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہمارے لیے باعث تقلید ہے۔ آپ کی شب بیداریاں اور راتوں کو کی گئی گریہ وزاری نے صدیوں کے مردوں کو زندہ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ تو بڑا حیا والا ہے۔ بڑا کریم ہے، سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔

(ابو داؤد ابواب الوتر باب الدعاء)

اب ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کیوں ہر ناممکن دعا کو بھی شرف قبولیت بخشتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور انسان خدا تعالیٰ کی تخلیق ہے اور یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ ادنیٰ خالق بھی اپنی تخلیق سے پیار کرتا ہے۔ صانع اپنی صنعت سے پیار کرتا ہے مصور اپنی بنائی گئی تصاویر سے، افسانہ نگار اپنے خیالی گھڑے گئے افسانوی کرداروں سے، شاعر اپنے اشعار سے، انجینیر اپنی بنائی گئی عمارات سے الفت و محبت کے جذبات رکھتا ہے۔ جب ادنیٰ خالق کا یہ حال ہے تو وہ کامل ذات جو احسن الخالق ہے وہ اپنی مخلوق سے پیار کا سلوک نہ کرے یہ کس طور ممکن ہے۔ اب ہمیں بحیثیت مخلوق چاہیے کہ ہم خدا کی محبت میں گم ہو کر اس سے مانگیں تا کہ وہ ہم پر انعام کرے۔

مہدی آخر الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کو ایک لازوال اور ناقابل تسخیر ہتھیار قرار دیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’دعا میں اللہ تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے جو کچھ ہوگا دعا کے ذریعے ہی ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوا کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں ہے جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 156)

غیر ممکن صرف انسان کے لیے ہوتا ہے خدا تعالیٰ تو صرف کُن کہتا ہے اور وہ کام وقوع پذیر ہو جاتا ہے۔ دعا ایک ایسی چیز ہے جو کہ خشک لکڑی کو سرسبز و شاداب کرسکتی ہے جو بظاہر ایک ناممکن بات لگتی ہے۔ دعا کے ذریعے ممکن ہوسکتا ہے۔ دعا تو وہ ہے جو فرش سے کی جائے تو عرش کو ہلا دیتی ہے دعا تو وہ ہے جو ابراہیم کے لیے تپتے انگاروں کو گل و گلزار بنا دیتی ہے یہ دعا سے ہی ممکن ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں بھی زندہ رہے۔ یہ دعا سے ہی ممکن ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کو مارنے کے فرعون کے سب منصوبے خاک میں مل گئے اور بالآخر انہوں نے ہی اس متکبر کا تخت الٹا دیا۔

؎ یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا ساحروں کے مقابل بنا اژدھا
آج بھی دیکھنا مرد حق کی دعا سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

(کلام طاہر)

یہ دعا ہی تھی جس نے حضرت اسماعیلؑ کے پیروں تلے سے زمزم بہا دیا اور ان کی بجائے دنبے پر چھری چلوادی۔ یہ دعا ہی تھی جس نے عرب کے بدوؤں کو اطاعت سکھادی۔ انہیں بتوں کی بجائے ایک زندہ خدا کی پہچان کروا کر اسی حنیف ذات کے آگے جھکنا سکھا دیا۔ یہ دعا ہی تھی کہ قادیان کی گمنام بستی سے اٹھنے والی آواز آج دو سو سے زائد ممالک میں گونج رہی ہے۔ یہ اسی فانی فی اللہ اور اس کے عاشق صادق کی دعاؤں کی ہی برکات ہیں کہ وہ خلافت جس کا لوگ نام ونشان تک مٹا دینا چاہتے تھے آج ہم اس کے پانچویں دور سے گزر رہے ہیں۔ یہ خدائی قدرت کی معجزہ نمائی ہی ہے کہ وہ زمین جسے بنجر اور بانجھ قرار دیا جاچکا تھا اس پر حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آہ وزاریوں نے وہ گلستان کھلائے کہ اس کرہ ارض کو منکرین خلافت نے بھی جنت قرار دیا۔ پھر سن 74ء کا پُر آشوب دور ہو یا خلافت رابعہ کی ہجرت کیا یہ ناممکنات میں سے نہ تھا؟ لیکن ممکن ہوا کیسے؟ اسی ہتھیار سے جو ہر احمدی کو دیا گیا یعنی دعا کا ہتھیار۔ ایم ٹی اے کا نہ صرف قیام ہوا بلکہ کسی بھی دنیاوی مدد کے بغیر چلنے والا دنیا کا واحد چینل کیا یہ اس مطہر وجود کی قبولیت دعا کا نشان نہیں؟

؎ راتوں کو آکے دیتا ہے مجھ کو تسلیاں
مردہ خدا کو کیا کروں میرا خدا یہ ہے

افریقہ کے صحراؤں میں گندم اگانے کا کامیاب تجربہ کرنے والے جن کو خدا تعالیٰ نے انی معك یا مسرور کہہ کر اپنی مدد کا یقین دلایا۔ وہی خدا جو مسیح پاک کو الہام کرتا ہے کہ ’’جے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو‘‘ یہ وہی خدا ہے جو فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ کو زہر پینے سے محفوظ رکھتا ہے اور قاتلانہ حملہ سے بھی بچالیتا ہے تو کبھی حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی جگہ ناصر احمد لکھوا کر بحفاظت اس مرد خدا کو ملک سے باہر بھیج دیتا ہے۔ یہ وہی خدا ہے جو بانجھ عورتوں کو اولاد سے نوازتا ہے اور بستر مرگ پر پڑے مریض کو کامل شفا عطا کرتا ہے۔ نامساعد حالات کو سازگار بناتا ہے۔ اس کلیم خدا کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں بس ہمیں ہی اپنی آنکھوں کے پانی کو اس کے آگے بہانا چاہیے اور اپنی راتوں کے تیروں سے اپنی زندگی سنوارنی چاہیے۔ ہم صرف اسی ہتھیار کے ذریعے اپنی بگڑی قسمت سنوار سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے موجودہ خلیفۂ وقت نے بھی اپنے پہلے خطاب میں جماعت کو یہی نصیحت فرمائی تھی کہ دعائیں کریں، دعائیں کریں، دعاؤں پر بہت زور دیں۔

دعا کی فرضیت اور برکات سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’میں نے اپنے بچوں کو بچپن سے یہی تربیت دی ہے کہ تم ہر مشکل کے وقت خدا کو کہا کرو اور اس سے دعا مانگا کرو۔ لیکن ہمارا خدا تو ہماری پیدائش سے بھی پہلے موجود تھا اور اس پر تو کبھی موت نہیں آئے گی۔ اس لیے بچوں کو یہ سکھانا ضروری ہے کہ پہلے اپنے خدا سے تعلق جوڑیں اور پھر اپنے ماں باپ سے۔ تب وہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ان پر نازل ہوں گے۔ چنانچہ میرے بچوں نے جب دعائیں کیں۔ ایسے حیرت انگیز طور پر پوری ہوئیں کہ کئی دفعہ ان کو یقین نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ اتنی جلدی قبول فرمالے گا۔‘‘

(تشحیذ الاذھان جنوری 1984ء)

خدا کرے کہ ہم سب اس مجیب الدعاء کے زندہ وجود کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہوں اور اس ہتھیار کے ساتھ اپنی اور جماعت کے ہر فرد کی قسمت بدل دینے والے ہوں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ہر مضطر کی دعا قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

محمد سجاد

کولیسٹرول کیا ہے اور اس کی وجوہات؟

یہ ایک نرم چربی جیسا مادہ ہوتا ہے جو کہ خون کے ساتھ سفر کرتا ہے اور جسم کے بہتر طور پر کام کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہوتی ہے مگر اس کی زائد مقدار نقصان دہ ہے۔خون میں کولیسٹرول کی مقدار کسی حد تک ہماری غذا پر منحصر ہے۔لیکن اس کا زیادہ تر انحصار ہمارے جگر میں اس کی پیداواری صلاحیت پر منحصر ہے۔ یہ سمجھیں کہ جگر کولیسٹرول پیدا کرنے کی فیکٹری ہے۔ کچھ لوگوں میں یہ فیکٹری ضرورت سے زیادہ کام کر کے خون میں کولیسٹرول کی مقدار مقررہ حد سے بڑھا دیتی ہے۔یہ مقدار بڑھنے سے کولیسٹرول خون کی نالیوں کی اندرونی تہوں میں جمع ہو جاتا ہے اور کولیسٹرول کے ذخیرے (Plaques) بن جاتے ہیں جس کی وجہ سے خون کی گردش میں کمی واقع ہو جاتی ہے یا خون کی نالیاں بالکل بند ہو جاتی ہیں اور مختلف اعضاء کو نقصان پہنچتا ہے۔

کولیسٹرول کس کس غذا میں پایا جاتا ہے؟

یہ جانوروں سے حاصل شدہ غذا میں پایا جاتا ہے۔اس غذا میں مندرجہ ذیل اشیاء نمایاں ہیں:

1۔چھوٹا اور بڑا گوشت

2۔انڈے کی زردی

3۔ڈیری کی اشیاء جیسے دودھ دہی، مکھن، پنیر وغیرہ

4۔گردہ، کلیجی، مغز وغیرہ میں کولیسٹرول بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

5۔مرغی اور مچھلی میں کولیسٹرول کی مقدار قدرے کم ہوتی ہے۔

6۔نباتات سے حاصل کردہ غذا جیسے سبزیاں، دالیں، میوہ جات میں بھی کولیسٹرول کافی کم ہوتا ہے۔

چکنائی کی دو اقسام ہیں

1۔سیر شدہ چکنائی (Saturated)

2۔غیر سیر شدہ چکنائی (Unsaturated)

1۔سیر شدہ چکنائی

بڑے گوشت، دودھ، مکھن، بالائی، پام آئل، ناریل کے تیل میں بکثرت پائی جاتی ہے۔چونکہ اس چکنائی میں کولیسٹرول کی مقدار انتہاء کو ہوتی ہے اس لئے اس کی وجہ سے دل کے امراض میں اضافہ ہوتا ہے۔

2۔غیر سیر شدہ چکنائی (Unsaturated)

یہ چکنائی زیادہ تر نباتات سے حاصل ہونے والی اشیاء جیسا کہ سورج مکھی کا تیل، سویابین، مکئی، زیتون یا کینولا کا تیل اور مچھلی کے تیل سے حاصل ہوتی ہے اور خون میں کولیسٹرول کی زیادتی کا باعث نہیں بنتی۔

کولیسٹرول کی اقسام

اس کی تین اقسام ہیں جنہیں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ایک عام کے خون کے ٹیسٹ سے پتہ چل سکتا ہے کہ آپ کا کولیسٹرول کس درجہ پر ہے۔

1. ٹوٹل کولیسٹرول
2. ایل ڈی ایل کولیسٹرول
3. ایچ ڈی ایل کولیسٹرول

1۔ٹوٹل کولیسٹرول

کولیسٹرول کی مقدار خون میں 180mgdl سے کم ہونا چاہیے۔ جب ٹوٹل کولیسٹرول زیادہ ہوگا تو دل کی بیماریوں کے خطرات اتنے ہی زیادہ بڑھ جائیں گے۔

2۔ ایل ڈی ایل کولیسٹرول

اس کی مقدار 70mgdl سے کم ہونا چاہیے۔ جب خون میں ایل ڈی ایل کولیسٹرول کی مقدار بڑھ جائے گی تو یہ نہایت ہی خطرناک ہو جاتا ہے۔ یہ کولیسٹرول خون کی شریانوں میں بڑھ کر خون کے بہاؤ کو روک دیتا ہے۔

3۔ایچ ڈی ایل کولیسٹرول

اس کی مقدار خون میں 60mgdl سے زیادہ ہونا چاہئے۔یہ کولیسٹرول کی اچھی قسم ہے جو دل کی بیماریوں سے بچاؤ میں مدد فراہم کرتا ہے۔

خون کی نالیوں میں کولیسٹرول جمنے سے خون کی نالیاں تنگ ہونے اور خون کی گردش کم ہونے سے مختلف اعضاء پر درج ذیل منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

دماغ

دماغ کی رگوں میں خون جم سکتا ہے یا نالیاں پھٹنے سے خون بہہ سکتا ہے اس کے نتیجہ میں فالج کا اثر ہو جاتا ہے۔ فالج ایک جان لیوا مرض ثابت ہوسکتا ہے۔خون جمنے کا عمل، دل سے دماغ کی طرف جانے والی نالیوں میں بھی ہوسکتا ہے۔ اس سے یا تو فالج یا وقتی بے ہوشی کی علامات ہوسکتی ہیں۔

دل

دل کی شریانیں تنگ ہونے سے دل کا درد، دل کا دورہ اور ہارٹ فیلیر جیسے موذی اثرات ہوسکتے ہیں۔

ٹانگیں

ٹانگوں کی شریانوں میں تنگی آنے کی صورت میں ٹانگوں میں شدید درد ہوسکتا ہے جو خصوصی طور پر چلنے کے وقت ہوتا ہے۔خون جمع ہونے کی صورت میں ٹانگ ناکارہ ہوسکتی ہے اور یہاں تک کہ ٹانگ کاٹنی پڑتی ہے۔

دل دماغ اور ٹانگوں کی شریانوں کی طرح باقی اعضاء جیسے کہ گردے، آنتیں اور دل سے نکلنے والی بڑی شریانوں میں بھی وہی عمل یعنی تنگی اور خون کے بہاؤ میں کمی کی وجہ سے ان اعضاء کو نقصان پہنچتا ہے۔

دل اور شریانوں کے نقصان سے بچاؤ کیسے ممکن ہے؟

ہائی کولیسٹرول دل اور شریانوں کے امراض کی ایک بڑی وجہ ہے۔

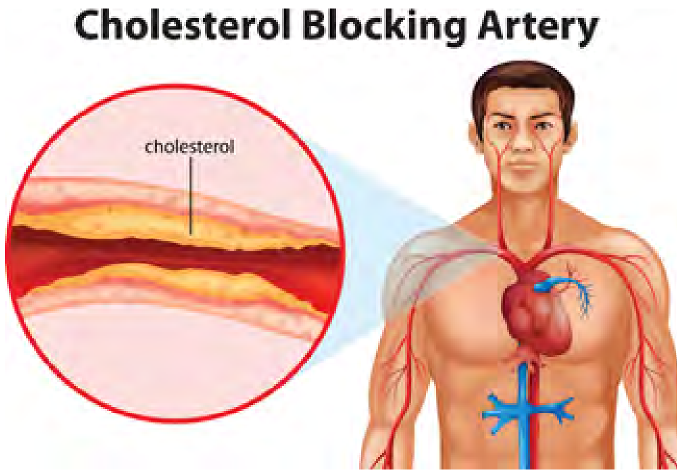

پہلا قدم تو یہ ہے کہ اس کا پتہ LAPID PROFILE کے لیے خون چیک کروا کے لگایا جائے۔ اگر یہ زیادہ ہے تو مندرجہ ذیل قدم اٹھائے جا سکتے ہیں۔

جیسا کہ ایک مشہور محاورہ ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے اسی طرح اس بیماری سے بھی پرہیز اور چند احتیاطی تدابیر سے بچا جا سکتا ہے مثلاً

غذا

مرغن غذائیں اور ایسی غذائیں جن میں سیر شدہ چکنائی موجود ہو جیسا کہ گھی، مکھن، بالائی، پنیر، زردی وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔اس کی جگہ پر سبزیاں، فروٹ، مچھلی کا گوشت اور زیتون کا تیل استعمال کیا جائے۔

ورزش

غذا کی احتیاط اور ورزش کے ذریعہ کولیسٹرول میں کمی آ جاتی ہے۔

موٹاپا

چونکہ موٹاپا بھی کولیسٹرول کا باعث بنتا ہے اس کو کنٹرول کرنا چاہیے۔

سگریٹ و تمباکو نوشی

اسی طرح سگریٹ اور تمباکو کا استعمال کم کیا جائے اگر ممکن ہو سکے تو کلیۃً استعمال ترک کر دیا جائے اس سے خصوصی طور پر ایل ڈی ایل کولیسٹرول کو کم کرنے اور ایچ ڈی ایل کولیسٹرول کو بڑھانے میں مدد ملتی ہے۔

شوگر ہونے کی صورت میں نہ صرف شوگر باقاعدگی سے چیک کرنی چاہئے بلکہ کولیسٹرول کا چیک ہونا بھی ضروری ہے۔خون میں کولیسٹرول کی مقدار کا گاہے بگاہے تین سے چھ ماہ میں ضرور چیک کروانا چاہئے۔

جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ نے اپنی کتاب ہومیو پیتھی علاج بالمثل میں کولیسٹرول کے لئے ایک ہومیو دوائی کا ذکر فرمایا ہے کہ (CHOLESTERINUM) اگر خون میں چربی کی مقدار زیادہ ہوجائے تو اس دوائی کے استعمال سے حیران کن نتائج برآمد ہوئے ہیں مثلاً امریکہ میں بعض مریضوں کو کولیسٹرول کم کرنے کے لئے جدید ایلوپیتھی میڈیسن استعمال کروائی گئیں لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا لیکن مذکورہ بالا دوائی کے استعمال سے نمایاں فرق محسوس ہوا۔

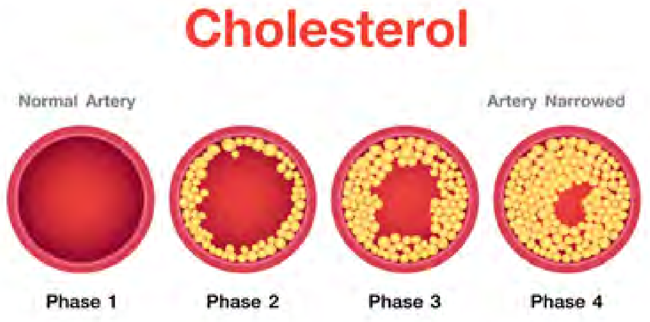

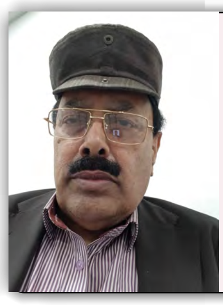

نذیر احمد مظہر ڈاکٹر آلٹرنیٹو میڈیسن، کینیڈا

ریشہ دار (فائبر والی) غذاؤں کی افادیت اور ذرائع

سوال: غذائی ریشہ (فائبر) کیا ہے اور فائبر صحت میں کیا کردار ادا کرتا ہے؟

جواب: غذائی ریشہ نباتاتی خوراک کے ان حصوں پر مشتمل ہوتا ہے جنہیں انزائم یا معدے کی دیگر رطوبتیں حل نہیں کرسکتیں۔ یہ غذائی ریشہ صحت کو برقرار رکھنے اور امراض کو دور کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس امر کے کافی شواہد موجود ہیں کہ اناج کو مشینوں کے ذریعہ پیس پیس کر مصفا بنانے اور شکر کو صاف شدہ چینی میں ڈھالنے کا جو مصنوعی عمل ایک صدی پہلے شروع ہوا تھا۔ اس نے غذاؤں کو صرف ریشوں سے ہی نہیں محروم کیا بلکہ انسانوں کو کئی بیماریوں میں بھی مبتلا کر دیا ہے۔

سوال: تازہ تحقیق کے مطابق ریشہ دار (فائبر والی) غذاؤں کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: تازہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ریشہ دار خوراک معقول حد تک استعمال کرنے سے موٹاپے، کولون کے کینسر، امراض دل، پتے کی پتھری، آنتوں کی سوزش زخم اور ان میں چھید ہو جانے اور ذیابیطس کی بیماریوں سے نجات پانے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔ تحقیقی مطالعے سے اس امر کی بھی تصدیق ہوئی ہے۔ کہ غذائی ریشہ متعدد افعال سرانجام دینے والے عناصر کا ایک مجموعہ ہے۔ یہ واحد فعل انجام دینے والا واحد عنصر نہیں ہے۔ جیسا کہ کچھ عرصہ پہلے فرض کر لیا گیا تھا۔ غذا میں موجود فائبر آنتوں کے فعل اور کارکردگی کو بہتر بناتا ہے اور پاخانے کا وزن بڑھا کر اس میں نرمی بھی پیدا کرتا ہے۔ یہ نرمی ایک خاص گیس کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جو فائبر پر بیکٹیریا کے ایکشن کا نتیجہ ہوتی ہے۔ کھانے میں فائبر جتنا زیادہ ہو بڑی آنت کی اس مخصوص حرکت کو جو فضلے کو آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہے اتنی ہی زیادہ قوت ملتی ہے۔

سوال: کھانے میں فائبر قبض پر کیا اثرات ڈالتے ہیں؟

جواب: کھانے میں اگر فائبرز زیادہ پائے جائیں تو اس کے نتیجے میں قبض کشائی ہوتی ہے۔ قبض کئی شدید اور پرانی بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ اس کے ختم ہونے سے ان کے ازالہ کی بھی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک حالیہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ آنتوں کی سوزش۔ اسہال اور قبض کے مریضوں کو اپنے کھانوں میں غذائی فائبرز کی مقدار بڑھانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ زیادہ فائبرز والی غذا بڑی آنت کے اندر کے افعال میں باقاعدگی پیدا کرتی ہے۔ جس سے دونوں (قبض اور اسہال) والے مریضوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ غذائی فائبرز بڑی آنت میں بیکٹیریا بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ ان کی افزائش کے لیے نائٹروجن درکار ہوتی ہے۔ اس سے خلیات کے اندر سرطانی تبدیلیاں پیدا ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

سوال: فائبر خوراک میں کولیسٹرول کے لیے کیا کردار ادا کرتے ہیں؟

جواب: فائبرز خوراک میں کولیسٹرول کے انجذاب کو گھٹاتا ہے اور ہاضمے کے عمل کے دوران خوراک میں شوگر کے انجذاب کی رفتار کو بھی سست بنا دیتا ہے، بعض دیگر اقسام کے فائبرز اشیائے خوراک کا گاڑھا پن بڑھا دیتے ہیں۔ یہ گاڑھا پن لبلبے کی پیدا کردہ انسولین کی ضرورت کو بالواسطہ طور پر کم کر دیتا ہے۔ اس طرح زیادہ فائبر کی مقدار والی خوراک ذیابیطس کی شدت کو کم کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔

سوال: فائبرز کے ماخذ کیا ہیں؟

جواب: فائبرز کے ماخذ میں سب سے نمایاں ناصاف کردہ گندم کا چوکر، بھوسی، سالم اناج مثلاً چاول، گندم، جو، رائی، جوار، دالیں مع چھلکا، ٹماٹر، گاجر، چقندر، شلجم، کینوں مالٹا، آم، امرود، گوبھی، کلفہ اور سلاد ہیں۔ گندم کے چوکر اور بھوسی کے 100 گرام میں 10.5 سے لے کر 13.5 گرام فائبر ہوتا ہے، سالم اناج میں مثلاً گندم، چاول، جو، رائی، جوار میں ایک فیصد تا دو فیصد بادام اور اخروٹ میں دو فیصد تا پانچ فیصد۔ پھلیوں میں 1.5فیصد تا 1.7فیصد ہوتا ہے۔ سبزیوں میں 0.5 سے 1.5فیصد ہوتا ہے اور تازہ فروٹ میں بھی 0.5 سے 1.5 فیصد ہوتا ہے، خشک میوہ جات میں ایک فیصد تا تین فیصد شامل ہوتا ہے۔

سوال: جن غذاؤں میں فائبر بالکل نہیں ہوتا وہ کونسی ہیں؟

جواب: جن غذاؤں میں فائبر نہیں ہوتا ان میں گوشت، مچھلی، انڈے، دودھ، پنیر فیٹس اور چینی وغیرہ شامل ہیں۔

سوال: سب سے زیادہ فائبر کن غذاؤں میں ہوتا ہے؟

جواب: بھوسی یا چوکر جو اناج کا چھلکا ہے۔ ان میں غذائی فائبر کی مقدار سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

سوال: فائبر خوراک میں قبض کشائی کے لیے کیا کام سرانجام دیتے ہیں؟

جواب: گندم، جئی، جوار، مکئی اور باجرے کا چوکر قبض کشائی کے لیے بہت مفید پایا گیا ہے۔ تجربے سے پتہ چلا ہے کہ جنگلی جئی کا چوکر کولیسٹرول (جسمانی چکنائی) کی سطح کو نیچے لانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ گندم، مئی اور جو کے چوکر میں قبض کشائی اور جسمانی چکنائی (کولیسٹرول) کو کم کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ علاوہ ازیں کیونکہ ان میں لوہے، چونے، وٹامنز اور پروٹینز کی کافی مقدار ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسے حقیقی غذا قرار دیا گیا ہے۔ مشہور برطانوی فزیشن ڈاکٹر ڈینس پی بورکٹ کہتے ہیں کہ گندم اور چاول کا چوکر صحت مند غذا کا اہم ترین جزو ہے۔ جو قبض، بواسیر اور انتڑیوں کے کینسر اور وریدوں کے پھول جانے اور دل کی رگوں میں انجماد خون روکنے میں بڑی مدد دے سکتے ہیں۔ ڈاکٹر بورکٹ افریقی ممالک میں بڑا عرصہ کام کرتے رہے ہیں ان کا کہنا ہے انہوں نے ان ممالک کے دیہی علاقوں میں مشاہدہ کیا کہ حامل غذا کھانے والے افریقیوں میں متذکرہ بیماریاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

سوال: دالوں میں فائبر کتنی مقدار میں موجود ہوتے ہیں؟

جواب: دالوں مع چھلکا میں فائبر کے اجزاء خاصی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ جن میں سے زیادہ تر پانی میں حل پذیر ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ جسمانی چربی کی سطح کو نیچے لانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

سوال: پھلوں اور سبزیوں میں فائبر کا موجود ہونا کیا کردار ادا کرتا ہے؟

جواب: پھلوں اور سبزیوں میں جس طرز کے فائبرز پائے جاتے ہیں۔ صحت کے لیے بڑے مفید ثابت ہوتے ہیں۔

اس کے لیے خاص طور پر گاجر، ٹماٹر، سٹرابری (ایک خاص قسم کا شہتوت) رس بیری، ناشپاتی اور امرود قابل ذکر ہیں۔

سوال: اچھی صحت کے لیے فائبرز کس مقدار میں درکار ہوتے ہیں؟

جواب: اس مسئلے پر کئی آراء موجود ہیں۔ اس لیے دنیا کے ہر حصے میں لوگوں کے لیے فائبر کی ایک ہی مقدار مقرر نہیں کی جاسکتی۔ عموماً ایک فرد تقریباً 150 گرام فائبر کھاتا ہے، فائبر کے برطانوی ماہر ڈاکٹر جان ایچ کمنگز کا کہنا ہے کہ تقریباً 30 گرام (تقریباً ایک اونس) فائبر روزانہ ایک آدمی کی کافی مقدار ہوتی ہے۔

سوال: آجکل میدہ کی مصنوعات کیک، بسکٹ، چھنا ہوا مشینی آٹا وغیرہ کے استعمال کا عام رواج ہے۔ تو فائبر (ریشہ) کی کمی کس طرح پوری کی جائے۔ نیز سبزیاں پھل بھی عام آدمی کی مالی طاقت سے باہر ہیں۔

جواب: بازار سے ملنے والا چوکر خوب چھان کر صاف کر کے دو تا چار چمچ فی چپاتی کے حساب سے آٹے میں ملا کر اس کی روٹی تیار کرائی جائے۔ اس طریق سے فائبر کی کمی بآسانی پوری ہوسکتی ہے اور مطلوبہ فوائد جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

سوال: کیا فائبر (ریشہ) کی کمی پورا کرنے کا مزید کوئی آسان و سستا ذریعہ بھی ہے؟

جواب: اسبغول سالم یا چھلکا اسبغول دو تا چار چمچ روزانہ یا (حسب ضرورت کم و بیش) استعمال کر کے مذکورہ بالا فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

سوال: کیا آج کل کی بیماریاں کولیسٹرول، ہائی بلڈ پریشر، ذیابیطس، امراض معدہ اور امراض قلب وغیرہ فائبر کے کم استعمال کا نتیجہ ہوسکتی ہیں۔

جواب: بلاشبہ آجکل ان امراض کی کثرت کا عموماً یہی سبب ہے کہ فائبر کے استعمال میں کمی اور غیر قدرتی خوراک طرز زندگی ہیں۔

نیچرل و ہومیو علاج پر مفید مطالعہ کتب

دواؤں کے بغیر علاج مصنفہ ڈاکٹر ایچ کے باکھرو، علاج بے دوا مصنفہ ڈاکٹر مہانند نیچرو پیتھ، ڈاکٹر غذا مصنفہ ڈاکٹر مہانند نیچرو پیتھ، راہنمائے صحت مصنفہ ڈاکٹر مہانند نیچرو پیتھ، مخزن علاج مصنفہ حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی خان، کینٹ ہومیو گائیڈ مترجم ہومیو ڈاکٹر عابد حسین یہ کتب انتہائی شاندار اور انقلاب انگیز معلومات کے ماخذ ہیں، ان کو خرید کر مطالعہ کرنا زبردست فوائد پہنچاتا ہے۔ خاکسار نے ان کتب سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: آؤ! اُردو سیکھیں...... از صفحہ 10

نکات جو تحریر میں آگے آرہے ہوں ان کے لئے مندرجہ ذیل یعنی جو نیچے یا آگے لکھا جائے آتا ہے۔ اوپر اور نیچے صفحے پر بیان کی جگہ کو بتانے کے لئے کہا جاتا ہے۔

علی الاتصال: لگاتار، مسلسل consecutively۔

تلطفات: تلطف کی جمع یعنی مہربانی، عنایت، لطف و کرم۔ Favoring۔

تفضلات: عنایت، مہربانی، بخشش، فضل۔

وارد کرنا: نازل کرنا، عطا کرنا۔

صافی: صاف، پاک، کھرا، بے ریا، بے داغ۔ صافی نگاہ یعنی افراط وتفریط سے پاک، جن میں کوئی تعصب، حسد یا جانبداری نہ ہو۔ impartial, unbiased, pure

منظورانِ نظر احدیت: خدائے واحد کی نگاہوں میں پیارے اور محبوب ہیں۔

لطفِ ربانی: خدا تعالیٰ کا کرم، تائید حق، ربانی خدا تعالیٰ کی صفت رب کی طرف منسوب ہونا۔

فضل یزدانی: کرم، فضیلت، احسان۔ یزدانی یعنی خدا تعالیٰ۔

جلیل القدر پیرایہ: بڑے مرتبے والا انداز، روش۔

صریح: صاف، واضح، ظاہر و باہر۔

انعامات خارق عادت: غیر معمولی انعامات جو عام انسانوں کو نہیں ملتے۔

سرفراز: معزز کرنا۔

کرامات عجیب وغریب: کرامت یعنی معجزہ کی جمع ایسے کام جو انسان کی طاقت سے باہر ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہوں جو لوگوں کو بہت حیران کر دیں۔

دعا کا تحفہ

کھانا کھانے کی دعائیں

حضرت ابوسعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے اور پانی پیتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَطۡعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسۡلِمِیۡنَ

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ: تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور ہمیں پانی پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

حضرت ابو ایوبؓ انصاری کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے یا پانی پیتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَطۡعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَہٗ وَجَعَلَ لَہٗ مَخۡرَجًا

(ابوداؤد کتاب الاطعمہ)

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 100)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

فقہی کارنر

نکاح خواں کو تحفہ دینا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ میری شادی سے پہلے حضرت صاحب کو معلوم ہوا تھا کہ آپ کی دوسری شادی دلّی میں ہوگی۔ چنانچہ آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس اس کا ذکر کیا تو چونکہ اس وقت اس کے پاس تمام اہل حدیث لڑکیوں کی فہرست رہتی تھی اور میر صاحب بھی اہل حدیث تھے اور اس سے بہت میل ملاقات رکھتے تھے۔ اس لئے اس نے حضرت صاحب کے پاس میر صاحب کا نام لیا۔ آپ نے میر صاحب کو لکھا۔ شروع میں میر صاحب نے اس تجویز کو بوجہ تفاوتِ عمر ناپسند کیا مگر آخر رضامند ہو گئے اور پھر حضرت صاحب مجھے بیاہنے دلی گئے۔ آپ کے ساتھ شیخ حامد علی اور لالہ ملاوامل بھی تھے۔ نکاح مولوی نذیر حسین نے پڑھا تھا۔ یہ 27/ محرم 1302ھ بروز پیر کی بات ہے۔ اس وقت میری عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ حضرت صاحب نے نکاح کے بعد مولوی نذیر حسین کو پانچ روپے اور ایک مصلیٰ نذر دیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کی عمر پچاس سال کے قریب ہوگی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے تایا میرے نکاح سے ڈیڑھ دو سال پہلے فوت ہو چکے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ تایا صاحب 1883ء میں فوت ہوئے تھے جو کہ تصنیف براہین کا آخری زمانہ تھا اور والدہ صاحبہ کی شادی نومبر 1884ء میں ہوئی تھی اور مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا کہ پہلے شادی کا دن اتوار مقرر ہوا تھا مگر حضرت صاحب نے کہہ کر پیر کروا دیا تھا۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 51)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

بند دروازے

ہر دروازہ دکھائی نہیں دیتا۔ کبھی کبھی ہم مشکل وقت میں خود کو دیوار سے لگا ہوا محسوس کرتے ہیں اور قریب ہی موجود دروازے یعنی نجات کے راستے کو بھی دیکھنا ممکن نہیں رہتا۔ اس کے لئے تھوڑی ہمت سے کام لینا پڑتا ہے اور اس مشکل گھڑی یعنی اس دیوار سے خود کو تھوڑا الگ کر کے بغور جائزہ لینا ضروری ہے جس سے اکثر دروازہ دکھائی دے جاتا ہے۔ اسے علم نفسیات میں ہیلی کاپٹر ویو بھی کہتے ہیں جب انسان صورت حال سے خود کو اوپر اٹھا کر اس کا بہتر معائنہ کر لیتا ہے اور رستہ دکھائی دے جاتا ہے۔

مرسلہ: کاشف احمد

طلوع وغروب آفتاب

یکم دسمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:21	17:37
مدینہ منورہ		05:26	17:33
قادیان		05:44	17:24
ربوہ		05:24	17:04
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:15	15:59